ضروری معلومات

ث فروغِ نعت میں اشاعت کے لیے اردو فارسی اور دیگر مقامی زبانوں میں لکھی گئی معیاری، حمد و نعت اور مناقب کی پذیرائی کی جاتی ہے۔

ث نعتیہ ادب سے متعلق، تاریخی، تحقیقی اور تنقیدی مقالات کی اشاعت بھی ہمارے اولین مقاصد میں سے ہے۔علمی انداز میں لکھے گئے مستند اور باحوالہ مقالات کا خیر مقدم کیا جائے گا۔

ث نعت گو شعرا اور نعت خوان حضرات کے تعارف، ان سے مکالمہ اور ان کے فن پر نقد و نظر پر مشتمل سنجیدہ اور شائستہ تحریروں کو بھی خوش آمدید کہا جاتا ہے۔

ث نعتیہ ادب سے متعلق کتابوں پر تبصرہ ہمارا ایک مستقل موضوع ہو گا،تبصرہ کے لیے کتاب کی دو کاپیاں آنا ضروری ہیں۔

ث غیر مطبوعہ تخلیقات اور تحریروں کو اہمیت دی جائے گی۔

ث ادارہ کو کسی بھی تخلیق یا تحریر کے شائع کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں مکمل اختیار حاصل ہو گا

ث قارئین کے نقد و نظر اور آرا پر مشتمل خطوط مجلہ کو بہتر سے بہتر بنانے میں معاون ہوا کرتے ہیں۔ہمیں آپ کی آرا کا شدت سے انتظار رہے گا

ث تمام تحریریں فل سکیپ کاغذ پر ایک طرف صاف تحریر میں یا ٹائپ شدہ بذریعہ ڈاک ارسال کریں۔ایم ایس ورڈ اور ان پیج فائل کی صورت میں تحریروں کی سافٹ کاپی بذریعہ ای میل ارسال کریں۔

تخلیقات اور مقالات ارسال کرنے کے لیے پتا:

دفتر فروغِ نعت بالائی منزل، سادات ماربل ورکس

چھوئی روڈ اٹک شہر (پنجاب) پاکستان

ای میل ایڈریس:

faroghenaat@gmail.con

shakirulqadree@gmail.com

فون:۰۳۲۱۵۱۰۰۱۵۱

سہ ماہی فروغِ نعت اٹک

شمارہ:٥، جولائی اگست، ستمبر 2013

مدیر

سید شاکر القادری چشتی نظامی

مجلس مشاورت

حسین امجد
جنید نسیم سیٹھی

سید ریحان الحسن گیلانی

بہ اشتراک

فروغِ نعت اکادمی اٹک
Email: faroghenaat@gmail.com

پاکستان قرأت و نعت کونسل

القلم ادارۂ مطبوعات اٹک (پاکستان)
Phone: 03215100151,Web:www.alqlm.org
Email: shakirulqadree@gmail.com

معیاری نعتیہ ادب کا ترجمان

جملہ حقوق محفوظ

فروغِ نعت : شمارہ اول (جولائی، اگست، ستمبر ۲۰۱۳)

حروف چینی : سید ریحان الحسن گیلانی / سید فہد اعجاز

ناشر : اکادمی فروغ نعت اٹک

القلم ادارۂ مطبوعات، اٹک، پاکستان

صفحات : ۱۱۲

قیمت : ۱۰۰ روپے

ملنے کے پتے :

۱۔ صہیب سروسز، میونسپل پلازہ، اٹک ۰۳۰۱۵۷۱۴۰۰۱

۲۔ مکتبہ حمادیہ نزد جنرل بس سٹینڈ، اٹک ۰۵۷۲۷۰۲۷۰۲

۳۔ کتب خانہ مقبول عام، اٹک ۰۵۷۲۶۱۳۲۸۹

۴۔ القلم ادارۂ مطبوعات، اٹک

ویب سائٹ: www.alqlm.org
ویب سائٹ: http://faroghenaat.alqlm.info
ای میل : faroghenaat@gmail.con
: shakirulqadree@gmail.com
ٹیلی فون : ۰۳۲۱۵۱۰۰۱۵۱

============================

سید شاکر القادری چشتی نظامی، مدیرِ مجلہ نے آفاق پرنٹنگ پریس پشاور سے چھپوا کر دفتر اکادمی فروغ نعت اٹک، بالائی منزل سادات ماربل ورکس، چھوئی روڈ اٹک سے شائع کیا۔

سلکِ دُرر

حرفِ تمنا (اداریہ)	:	سید شاکر القادری چشتی نظامی	۷
قطعہ تاریخ (آغازِ مجلہ سہ ماہی فروغِ نعت)	:	محمد عبد القیوم طارق سلطانپوری	۱۰
باوضو ہولوں تو پھر مدحت لکھوں			
پھر رہِ نعت میں قدم رکھا	:	ڈاکٹر خورشید رضوی،	۱۳
نغمہِ حور بمعراجِ حضور	:	نذر صابری	۱۴
سبز رتوں کی بشارت	:	ڈاکٹر عبد العزیز ساحر	۱۵
وہ کیا جہاں ہے جہاں سب جہاں اُترتے ہیں	:	ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد	۱۸
شہرِ طیبہ میں میسر روح و دل کو تھا سکوں	:	ڈاکٹر عزیزؔ احسن	۱۹
چمن کے اور کسی پھول میں وہ بات نہیں	:	ڈاکٹر رؤف امیر	۲۰
اندازِ کرم بھی ہے جدا شانِ عطا بھی	:	سید وحید القادری عارف	۲۱
اپنے اپنے مراتب کے ہوتے ہوئے	:	پروفیسر احسان اکبر	۲۲
ہجرت کا کٹھن جو راستہ تھا	:	آصف اکبر	۲۳
کچھ بھی ہو، خوئے دوست سے ہٹنے کی خو نہ ہو	:	سعود عثمانی	۲۴
میں سات عشروں سے بے تاب ہوں زیارت کو	:	سید منظور الکونین اقدس	۲۵
وہ خوب جانتے ہیں مرے دل کا حال تک	:	خواجہ غلام قطب الدین فریدی	۲۶
ایک شب سرکار کی ہم گفتگو کرتے رہے	:	محمد حنیف نازش قادری	۲۷
بحرِ غم میں ہوا غرق میں سر بسر۔۔۔	:	ڈاکٹر محمد حسین مشاہد	۲۸
اک ستارہ بھی کہاں اپنے تئیں روشن ہے	:	واجد امیر	۲۹
وہ زمیں ہے اور وہ آب و ہوا ہی اور ہے	:	آصف قادری	۳۰
تپشِ شوق سے یوں صاحبِ ثروت کرنا	:	عثمان ناعم	۳۱
مجھ سے پوچھا کسی نے تعارف ترا۔۔۔،	:	ممتاز گورمانی	۳۲
تارے بنے زمین بنی آسماں بنا	:	راکب راجا	۳۳
جب نام مصطفیٰ مرے ہونٹوں پہ آ گیا	:	نوشیروان عادل	۳۴
ذرے کو صحرا کیا، قطرے کو دریا کر دیا	:	جنید نسیم سیٹھی	۳۵
ظلمت میں خبرِ صبحِ تمنا کی سنا دی	:	جسارت خیالی	۳۶
صاحبِ معراج ہیں وہ پیکرِ انوار ہیں	:	شاعر علی شاعر	۳۷
مری ناؤ نے مشکل میں پکارا یا رسول اللہ	:	اسد بیگ، راولپنڈی	۳۸
مرا وجود جو تیرا غلام ہو جائے	:	کرنل سید مقبول حسین، راولپنڈی	۳۹
آتا جو مجھے لفظ برتنے کا قرینہ	:	مشتاق عاجز، اٹک	۴۰
الفت شہ میں ذرا رو لوں تو پھر مدحت لکھوں	:	سجاد حسین ساجد، اٹک	۴۱
ان کی رحمت جو رہی بے سرو سامانی میں	:	نادر وحید، اٹک	۴۲

ادب تصورِ جاناں کہ اس گھڑی دل میں	:	نصرت بخاری، اٹک	۴۳
تو روحِ کائنات ہے تو حسنِ کائنات	:	سعادت حسن آس، اٹک	۴۴
تیری قربت کی حسیں رت سے یہ مہکائے ہوئے لوگ	:	احمد اعجاز قاضی، اٹک	۴۵
تیرا حسن آنکھوں میں، تیری یاد سینے میں	:	شمس القمر عاکف، اٹک	۴۶
درونِ قلب مدینے کی آرزو ہونا	:	شوکت محمود شوکت، اٹک	۴۷
نعت ہو جائے جو آقا کچھ اس انداز کے ساتھ	:	احسان الٰہی احسن، اٹک	۴۸
مرے وجدان میں جو روشنی ہے	:	حسین امجد، اٹک	۴۹
سرورِ کونین سے قائم ہے انساں کا جمال	:	سردار حسین اداس، اٹک	۵۰
الفاظ کہاں اور کہاں نعت کی صورت	:	صفدر حسرت، اٹک	۵۱
زمین اس کی ہے اور آسمان اس کے ہیں	:	حسن جمیل، اٹک	۵۲
کبھی جو خواب میں روضے کی دید ہوتی ہے	:	عزیز طارق، اٹک	۵۳
کوئی ہو مرحلہ آسان مجھ پہ ہوتا ہے	:	محمود ناصر، اٹک	۵۴
چاہتا ہوں میں سہارا یا نبی	:	وقار احمد آس، اٹک	۵۵
آپ آئے تو ہر دل سے آئی صدا	:	نزاکت علی نازک، اٹک	۵۶
تکمیل ہوئی تجھ سے اس نورِ نبوت کی	:	سجاد سرمد، اٹک	۵۷
اوقات مری کیا جو لکھوں مدحتِ سرور	:	فیضان الحسن گیلانی، اٹک	۵۸
شاعرات کا نذرانہ عقیدت			
نعت لکھنے کا اگر مجھ کو قرینہ آ جائے	:	نوشی گیلانی	۶۱
نہ اس زمیں کے لئے اور نہ آسمان کیلئے	:	عائشہ مسعود ملک	۶۲
رائیگاں سانسوں کو بھی جینے کی لذت مل جائے	:	بشریٰ فرخ، پشاور	۶۳
اک ترے خواب کی پہچان ہماری آنکھیں	:	شازیہ اکبر، اٹک	۶۴
مرا دل کیا لبھائے گی گل و گلزار کی خوشبو	:	سیدہ نفیسہ بانو شمع	۶۵
وہ ہی محور محبتوں کا ہے	:	نگہت یاسمین	۶۶
قندِ فارسی			
محبوب مرا نیست سوائے شہِ بطحا	:	طارق سلطان پوری، اٹک	۶۹
ای پادشاہِ انس وجاں، ای رحمتِ ہر دو جہاں	:	شاکر القادری چشتی، اٹک	۷۱
خصوصی مقالہ			
نعت یہ ادب میں تنقید کی اہمیت!	:	ڈاکٹر عزیز احسن، کراچی	۷۵
کتابوں پر تبصرہ			
معراج نامہ (نذر صابری)	:	سید شاکر القادری	۹۹
اذن (نعتیہ مجموعہ از واجد میر)	:	جنید نسیم سیٹھی	۱۰۳
کلیات مظہر مرتبہ ارسلان احمد ارسل	:	جنید نسیم سیٹھی	۱۱۰
ماہِ حرا (نعتیہ مجموعہ: نگہت یاسمین اٹک)	:	حسین امجد	۱۱۱

حرفِ تمنا

گزشتہ سال ۱۲ ربیع الاول کو علی الصباح ٹیلی فون کی گھنٹی بجی اور روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضری کی نوید کانوں میں رس گھولتی چلی گئی جس کے نتیجہ میں موسم بہار کے اختتام پر ایک نئی بہار کا آغاز ہوا اور میں گلستانِ طیبہ کے دل کش نظاروں سے دل وجاں کو سرشار کر رہا تھا۔ اپنے وسائل پر نظر ہوتی تو شاید حسرتِ دید لیے ہی اس دنیا سے رخصت ہوجاتا مگر میرا بھروسہ تو صرف حضور ﷺ کی اک نگہِ التفات پر تھا۔ سو میں محروم کب رہ سکتا تھا۔ میں آج تک اپنے اس کرم فرما کے بارے میں نہیں جان سکا جس نے میرے لیے اس سفرِ سعادت کا اہتمام کیا اور مجھے زادِ راہ فراہم کیا۔ باوجود کوشش کے مجھے اس یار مہرباں کا نام تک نہیں معلوم ہوسکا۔ ہر دفعہ کے سوال پر بس یہی جواب ملتا کہ بس آپ اس کے لیے دعا کر دیں۔ میرے وجود کا رُواں رُواں احساسِ تشکر سے مملو ہے اور دل وجاں اپنے اس محسن کے لیے محوِ دعا ہیں۔

میرا ایمان ہے کہ یہ محض ایک اتفاق نہ تھا بلکہ ایک انعام عظیم تھا۔ مجھے ابتدا ہی سے نعت گوئی سے شغف رہا ہے اور میں اپنے شعری سفر کے آغاز سے ہی اپنی تمام تر عجز بیانی اور فنی بے مائیگی کے باوجود نعت لکھتا رہا۔ اس تخلیقی عمل کے دوران کئی ایسے لمحات نصیب ہوئے جنھوں نے قلب کو گداز بخشا اور گوشۂ چشم کو نمی عطا کی بس ایسا ہی کوئی لمحہ تھا جو بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں باریاب ہوا اور دوری کو حضوری میں بدلنے کا باعث بن گیا۔ میں اس پر جتنا ناز کروں کم ہے اور جتنا اتراؤں ناکافی ہے۔

وطن واپسی پر یہ خیال دل و دماغ میں جاگزیں ہوگیا کہ اب فروغ نعت کو ہی اپنی زندگی مقصد بنا لینا چاہیئے۔ سو اس سلسلہ میں چند دوستوں سے مشاورت کے ساتھ اکادمی فروغ نعت اٹک کا قیام عمل میں لا کر اس کا الحاق پاکستان قرآت و نعت کونسل سے کیا گیا جس کے بانی وچیئرمین وطن عزیز کے نامور صدارتی ایوارڈ یافتہ نعت خوان سید منظور الکونین اقدس ہیں۔ اس اکادمی کے

مقاصد میں ماہانہ محافل نعت کا انعقاد، نعت خوانی کی تربیت کا اہتمام، نعت خوانی اور نعت گوئی میں در آنے والی بے احتیاطیوں کی نشاندہی اور ان سے اجتناب کی دعوت کے ساتھ ساتھ معیاری نعتیہ ادب کی ترویج کے لیے سہ ماہی مجلہ فروغِ نعت کا اجرا شامل ہیں۔

الحمدللہ اکادمی اپنے قیام کے بعد سے اب تک بھرپور انداز میں محافل نعت کا انعقاد کر چکی ہے۔ بچوں کو نعت خوانی کی تربیت بھی دی جاری ہے، اکادمی کے زیر اہتمام ماہانہ بنیادوں پر نعتیہ مشاعروں کے انعقاد کی طرح بھی ڈالی گئی ہے۔ جس سے شعرائے کرام میں نعت گوئی کا رجحان پیدا ہورہا ہے۔

۲

بد قسمتی سے ہمارا شاعر اور ادیب نعت کو ادب کی ایک مستقل صنف کے طور پر تسلیم کرنے میں ہچکچاتا ہے اور نعت کو محض اظہار عقیدت تصور کرتے ہوئے اس کے اشعار کو فن کی کسوٹی پر پرکھنے اور ان میں فنی محاسن و معائب تلاش کرنے کو اس مقدس جذبے کی توہین سمجھتا ہے جو ان کی تخلیق کے پیچھے کارفرما ہوتا ہے۔اس کے نزدیک عقیدت کے اظہار میں جذبے کی صداقت اور والہانہ پن چھوٹی چھوٹی فنی پابندیوں سے صرف نظر کرکے بھی معتبر ٹھہر تے ہیں۔ ہمارے ادیب، شاعر اور ناقد کا یہی رویہ عقیدت کے نام پر بے کیف اور بے تاثیر اشعار کی تخلیق کا باعث بنا۔

فارسی میں۔۔۔نعت گو پوچ گو۔۔۔۔اور اردو میں۔۔۔بگڑا شاعر مرثیہ گو۔۔۔۔کے مقولے ایسے ہی لوگوں پر صادق آتے ہیں جن کی شعری صلاحیتیں کند ہوچکی ہیں مگر وہ بطور شاعر زندہ رہنے کے لیے نعت اور عقیدت کے نام پر بے کیف اشعار کے انبار تخلیق کرتے چلے جارہے ہیں ایسے لوگوں کو فنی کمزوریاں چھپانے کے لیے اپنے معتقدات کی آڑ مل جاتی ہیں۔ میرا عقیدہ ہے کہ نعت لکھتے وقت مضامین و موضوعات کے علاوہ فنی اعتبار سے بھی اس سے کہیں زیادہ ریاضت اور محنت کی ضرورت ہے جو دوسری اصناف ادب پر کی جاتی ہے تاکہ نعت کو بھی ادبی طور پر وہی مقام حاصل ہو جو دوسری اصناف کو حاصل ہے۔ اور یہ مقصد تب ہی حاصل ہوسکتا ہے جب تخلیق کے ساتھ ساتھ تحقیق و تنقید کا سلسلہ بھی جاری و ساری رہے۔ یہ بات خوش آئند ہے کہ

موضوعات اور فنی اعتبار سے پاکستان میں اچھی نعت کی تخلیق کا آغاز ہوچکا ہے اور اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو وہ وقت دور نہیں جب نعت گوئی عوامی پن سے نکل کر ایک بلند پایہ ادبی حیثیت کی حامل ہوگی۔

۳

بے امنی، بے سکونی اور نفسا نفسی کے اس دور میں جبکہ انسانیت وحشت و بربریت کا شکار ہوچکی ہے۔ دہشت گردی کا خوفناک عفریت ہمارے سروں پر مسلط ہوچکا ہے۔ نعت ہی ہمارے دکھوں کا مداوا ہے۔ سیرت رسول کریمؐ میں ہی ہمارے مسائل کا حل موجود ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ نعت میں جمالیاتی پہلوؤں کے ساتھ ساتھ سیرت طیبہ اور اسوۂ حسنہ کے ان تمام پہلوؤں کو بھی اجاگر کیا جائے جو دم توڑتی انسانیت کے لیے آب حیات ہیں۔ ہم ان تمام شعرائے کرام اور سکالر حضرات کے شکر گزار ہیں جنہوں نے ہماری درخواست پر اپنا کلام اور مقالے ارسال فرمائے۔ امید ہے کہ ہمیں آئندہ بھی یہ قلمی تعاون حاصل رہے گا۔

سہ ماہی فروغ نعت کا اولین شمارہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ ہم اپنے مقاصد میں کس حد تک کامیاب ہیں اس کا فیصلہ تو آپ کو ہی کرنا ہے۔ ہم آپ کی قیمتی آراٗ کے منتظر رہیں گے تاکہ آئندہ اشاعتوں کو ان کی روشنی میں مزید بہتر بنایا جا سکے۔ امید ہے کہ ہماری اس کوشش کو اہلِ علم، اہلِ دل اور اہلِ نظر کے تمام طبقات میں سراہا جائے گا۔ اللہ تبارک و تعالی سے دعا ہے کہ وہ ہماری اس ادنی سی کاوش کو قبول فرمائے۔ آمین

المنۃ للہ ولرسولہ الکریم

@

سید شاکر القادری چشتی نظامی

۱۵ شعبان المعظم ۱۴۳۴ ہجری بمطابق جون ۲۰۱۳ عیسوی

مبارک آغاز اشاعت، مجلۂ معلّیٰ

سہ ماہی فروغِ نعت اٹک

زیرِ ادارت: سید شاکر القادری چشتی نظامی

سالِ اشاعت: ۲۰۱۳ عیسوی، ۱۴۳۴ ہجری

قطعۂ تاریخ

(سالِ اشاعت)

نتیجۂ فکر: محمد عبدالقیوم طارق سلطان پوری

عظمتِ شانِ محمد کی خدا نے خود بیاں
ہوگیا تھا مرحبا روزِ الست آغازِ نعت

رزم آرائی میں، جاں بازی میں گو مشہور ہے
اے خوشا خطہ اٹک کا بھی ہے سرافرازِ نعت

آج توصیفِ محمد کی جو آوازیں ہیں خوب
ہے نمایاں ان میں اس خطے کی بھی آوازِ نعت

یہ مجلہ جو فروغِ نعت سے موسوم ہے
سامنے آیا ہے، طرفہ جس کا ہے اندازِ نعت

یہ سعادت حق تعالیٰ نے عطا کی ہے انھیں
مصطفیٰ کے چاہنے والے جو ہیں ممتازِ نعت

جو ثناگوئے محمد ہے، سعید اختر ہے وہ
وہ خجستہ بخت ہے جو ہے نوا پردازِ نعت

اس سراجِ نعت کی طارق ہے تاریخِ طلوع
جب کہا سہ بار میں نے "جاوداں اعزازِ نعت"

۶۷۱ ۳

---

۶۷۱ x ۳ = ۲۰۱۳ عیسوی

باوضو ہو لوں تو پھر مدحت لکھوں

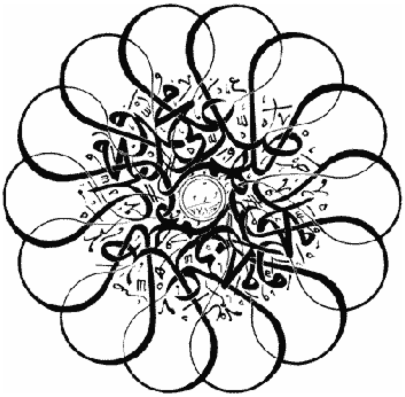

نعت

____ڈاکٹر خورشید رضوی، لاہور

پھر رہِ نعت میں قدم رکھا
پھر دَمِ تیغ پر قلم رکھا

شافعِ عاصیاں کی بات چلی — سرِ عصیاں ادب سے خم رکھا
باعثِ آفرینشِ افلاک — خاک کو جس نے محترم رکھا
آستاں پر اُسی کے جھکنے کو — آسماں کی کمر میں خم رکھا
مدحتِ شانِ مصطفی کیلئے — دل میں سوز اور مژہ میں نم رکھا
ہاں! اُسی آخریں نوا کیلئے — سازِ ہستی میں زیر و بم رکھا
تُو نے اے چارہ سازِ اُمتیاں! — دھیان سب کا بچشمِ نم رکھا
دکھ کسی کا ہو اپنے دل پہ لیا — تُو نے ہم سے وہ ربطِ غم رکھا
تیری ہستی نے فرقِ اُمت پر — تاجِ سرتاجیٔ اُمَم رکھا
ہر زمانہ ترا زمانہ ہے — سب زمانوں کو یوں بہم رکھا
کوششِ نعت نے مجھے خورشیدؔ! — خود سے شرمندہ دم بہ دم رکھا

لفظ عاجز ہوئے تو آخرِ کار
چشمِ تر نے مرا بھرم رکھا

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نغمہ حوربہ معراج حضور

فروغ نعت کے آخری صفحات میں تبصرہ کتب کے ضمن میں
جناب نذر صابری کی کتاب "معراج نامہ" پر تبصرہ شامل ہے یہ نغمہ اسی تبصرہ کا حصہ ہے
لیکن "جا این جاست" کے پیش نظر اسے تبصرہ سے اٹھا کر یہاں منتقل کر دیا گیا ہے۔

(مدیر مجلہ)

____ نذر صابری، اٹک

مرکز کا سوئے قوس سفر کیسا لگے گا
دریا کا سوئے تشنہ گزر کیسا لگے گا

جو پہلی ہی منزل میں تھا مسجود ملائک — معراج کی شب کو وہ بشر کیسا لگے گا
افلاک کی یخ بستہ و بے رنگ فضا میں — بجتا ہوا جذبوں کا گجر کیسا لگے گا
سدرہ پہ یہ جبریل امیں سوچ رہا ہے — امت کے تہِ پا مرا پر کیسا لگے گا
رہتے تھے جو آغوش تخیل میں ہمیشہ — آجائیں اگر پیش نظر کیسا لگے گا
ہونٹوں پہ میرے شکوۂ ہجراں کا تسلط — ایسے میں وہ آجائیں اگر کیسا لگے گا
آئیں گے نظر بھی تو خبر کس کو رہے گی — کیا جانئے وہ رشک قمر کیسا لگے گا
پڑ جائے اگر مجھ پہ نظر کیسی لگوں گی — گر جائے جو قدموں میں یہ سر کیسا لگے گا
بالوں میں مرے سلک درر کیسی رہے گی — گردن میں مرے عقد گہر کیسا لگے گا
تعظیم کو خم ہوتی کمر کیسی لگے گی — دیدار کو اٹھتا ہو سر کیسا لگے
جی میں ہے کہ ساتھ ان کے چلی جاوں یہاں سے — ہو ان کی گلی میں میرا گھر کیسا لگے گا

اوڑھوں گی غبار رہ بطحا کی چنریا
اس رنگ میں طے ہو یہ سفر کیسا لگے گا

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سبز رُتوں کی بشارت

ڈاکٹر عبدالعزیز ساحر

لفظِ کُن سے پَرے
آسماں سے اُدھر
ایک دنیا کہ تھی
تیرے انوار کی
فکروفن کا بدن
خواب بُنتا رہا
پھول چنتا رہا
کاسنی رنگ کے

خواہش جستجو بھیگتی یاد میں
دودھیا منظروں میں نکھرتی رہی
آسماں سے اُدھر
تو عدم کے طلسمات سے ماورا
اور حقیقت کا محور بھی تو ہی تو تھا
تو کہ سمٹا تو بس اک ستارہ بنا
(تو کہ پھیلا، تو کتنے زمانے ترے حُسنِ اظہار سے منکشف ہو گئے)

لفظِ کُن سے پَرے
خود ترا نور اپنے ہی ہونے کا اک راز تھا

یا بشارت زمانوں کی لکھی ہوئی تھی
کسی لوحِ محفوظ کے جگمگاتے ہوئے بام پر
اک ستارے کی صورت کو اوڑھے ہوئے

وہ ترا نور تھا
اور کچھ بھی نہ تھا
جو کہ اپنے ہی اک خاص انداز سے
جگمگائے چلا جا رہا تھا
سرِ شاخِ حُسنِ تمنا
کہ جس کے قرینے میں بے رنگ موسم کی جلوہ گری کے مناظر رقم تھے
زمانے کہاں تھے؟

زمانے ابھی تیرے موسم کی شادابیوں میں کہیں خوشبوؤں کے اُجالوں میں لپٹے پڑے تھے
ابھی روزِ اوّل بھی تجھ سے کروڑوں برس کی مسافت پہ چپ چاپ سویا ہوا تھا
ابھی حسنِ صورت سے معنیٰ کی تشکیل کے بے جہت زاویوں میں تری خوشبوؤں کے کئی لمس موجود تھے
سرحدِ آسماں سے اُدھر
کتنے لاکھوں برس کے فسانے عدم کے طلسمات میں گم پڑے تھے کہ جن میں تری نکہتِ
جانفزا موسمِ ذات کو بھی
معطر کیے دے رہی تھی
خیالوں کے پیکر

ترے نور سے روشنی لے رہے تھے
یہ موسم ترے سامنے دم بخود تھے
کہ تو اپنی ذاتِ مقدس میں
اک استعارہ تھا خوابِ ہدایت کی اُس سرزمیں کا
کہ جو حسنِ مطلق کے علم و ارادے میں موجود تھی
پر وہ ظاہر نہیں تھی

ابھی اُس زمیں کو محبت کے ماحول کا سامنا تھا کہ اُس سرزمیں میں ابھی تک تلاشِ محمدؐ
میں صدیوں سفر آشنائی کی لذت سے مخمور رہنے کا دم خم جواں تھا
ابھی قریۂ دل میں تاریکیاں تھیں
ابھی دشتِ امکاں میں انوار کی بارشیں بھی تو اُتری نہیں تھیں
ابھی لفظ معنی میں اُلجھے ہوئے تھے
ہر اک چیز کُن سے اُدھر کچھ نہیں تھی
محمدؐ کے انوار تھے

اور خُدا تھا
محمدؐ کے اسرار میں سب زمین و زماں کے حوالے لکھے تھے مگر وہ کہ اپنی نمو کے لیے
تیرے نامِ گرامی کے محتاج تھے
سرحدِ آسماں سے اُدھر
تو ستارے کی صورت میں اُڑتا چلا جا رہا تھا
زمانہ کہ چشمِ محمدؐ میں پھیلی ہوئی سبز رُت کے دریچوں میں لو دے رہا تھا

***

نعت

ڈاکٹر ارشد محمود ناشاؔد

وہ کیا جہاں ہے جہاں سب جہاں اُترتے ہیں
وہ کیا زمیں ہے جہاں آسماں اُترتے ہیں

ترے چمن سے خزاں کا گُزر نہیں ہوتا
ترے چمن میں گُلِ جاوداں اُترتے ہیں

بس اِک بار وہ شہرِ جمال دیکھنا ہے
جہاں پہ مہر و مہ و کہکشاں اُترتے ہیں

نگاہِ شوق نے خوابوں میں جن کو دیکھا ہے
بیاضِ دل سے وہ منظر کہاں اُترتے ہیں

خدا کا شُکر ہے کہ نسبت ہے اُس دیار کے ساتھ
پئے سلام ملائک جہاں اُترتے ہیں

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نعت

_____ ڈاکٹر عزیزؔ احسن

شہرِ طیبہ میں میسر روح و دل کو تھا سکوں
اُس فضا سے دور آ کر چھن گیا سارا سکوں
ہے اگر شکوہ کہ دنیا میں نہیں ملتا سکوں
اُسوۂ سرکار پر چل، پائے گا ہر جا سکوں!
دل میں رکھ یادِ نبیؐ، ہونٹوں پہ رکھ پیہم درود
دیکھ ہوتا ہے مُیسر پھر تجھے کیسا سکوں!
ربِ کعبہ! قربِ طیبہ کی دعائیں ہوں قبول!
ہر جگہ بے چینیاں ہیں، دل نہیں پاتا سکوں
نغز گوئی ہو چکی ، اے شاعرِ رنگیں بیاں
اب فقط ذکرِ نبی سے قلب کو پہنچا سکوں
اضطرابِ روح کا ہے اک مُداوا ''پیروی''
چھوڑ کر اسوہ نبی کا کیسی راحت، کیا سکوں؟
اس لیے بے چینیاں بھی ہیں مجھے دل سے قبول
کہہ سکوں محشر میں یارب! ہجر میں کب تھا سکوں؟
عدلِ فاروقی و ایثارِ حسینی کے بغیر
سُن رکھو! دنیا میں حاصل ہو نہیں سکتا سکوں
جب سے دی ترجیح، دیں پر تو نے دنیا کو عزیزؔ
ہر نگر میں ہر فضا میں ہو گیا عنقا سکوں
صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نعت

ڈاکٹر رؤف امیرؔ ــــــــ

چمن کے اور کسی پھول میں وہ بات نہیں
مرے رسول سے اعلیٰ کسی کی ذات نہیں

رموزِ لوح و قلم تک سے باخبر ہے وہ
وہ ہی کہ جس کا اثاثہ قلم دوات نہیں

بس اک وہی ہے جو ہر زاویے سے کامل ہے
جہاں میں کوئی بشر ویسا خوش صفات نہیں

اگر ہم اس کے اصولِ سپہ گری سیکھیں
پھر اس کے کسی جنگ میں بھی مات نہیں

اگر ہم اس کی معیشت پہ ہوں عمل پیرا
تو پھر کسی کو ضرورت یہاں زکوٰۃ نہیں

فقیہہ شہر کو اے کاش علم ہو جاتا
کہ اس کا دین فقط صوم اور صلوٰۃ نہیں

نہ ہوگی حشر میں مجھ پر اگر نظر اس کی
امیرؔ میری کوئی صورتِ نجات نہیں

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نعت

_____ سید وحید القادری عارفؔ

اندازِ کرم بھی ہے جدا شانِ عطا بھی
اس در کا گدا شاہ بھی ہے اور گدا بھی

آتی ہے ہر اک گام پہ خوشبوئے محمد جنت کی ہوا ہے یہ مدینے کی ہوا بھی
ہے فخر کہ سر آپ کے دربار میں خم ہے جنّت بھی ہے یہ مرکزِ اربابِ وفا بھی
دیدار جو ہو جائے تو معراج ہے اپنی کچھ کم نہیں مل جائے جو نقشِ کفِ پا بھی
میثاقِ شفاعت دیا سرکار نے ہم کو جاتے ہیں زیارت کو تو پاتے ہیں جزا بھی
ممنونِ کرم ہوں مجھے قدموں میں رکھا ہے مدفن کے لئے چاہئے تھوڑی سی جگہ بھی
ہے صاف طفیل ان کے مکافاتِ عمل سب ورنہ کوئی پڑھ پایا ہے قسمت کا لکھا بھی
سمجھے جو فنا ہونے لگے عشق میں ان کے دراصل بقا ہے جسے کہتے ہیں فنا بھی
بیمارِ غمِ عشق کو کیا کام دوا سے یہ درد ہے جو درد بھی ہے اور دوا بھی
نام ان کا جو لیتا ہوں تو ٹلتی ہیں بلائیں یہ میرا وظیفہ بھی ہے اور ردِّ بلا بھی

کیا نذر کریں خدمتِ سرکار میں عارفؔ
صدقہ تو اُنہی کا ہے جسے اپنا کہا بھی

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نعت

____ پروفیسر احسان اکبر، اسلام آباد

اپنے اپنے مراتب کے ہوتے ہوئے دردمندی میں تو خاص و عام ایک ہیں
باریابی جنھیں مل گئی اور ہے ورنہ تو آپ ﷺ کے سب غُلام ایک ہیں

بخت جن کا رسا تھا مدینے گئے، ساغرِ کوثرِ دید پینے گئے
جو مسافر مِری طرح بے نام ہیں، سارے بے نام، سب کے نام ایک ہیں

آپ شمس الضحیٰ، آپ بدرالدجیٰ، آپ کہف الوریٰ، آپ نورالہدیٰ
گو خُدا تو نہیں پر خُدا کی قسم! اُس کے اور آپ کے تئیں نام ایک ہیں

اب تو مُنکر بھی تسلیم کرنے لگے، شرط کردار ہے نسل و رنگت نہیں
اِسکے پہلے پہل کس نے لیکن کہا، اَسود و ابیَض و لالہ فام ایک ہیں

جن سہاروں پہ قائم ہیں تہذیبِ فن، گرد پھرتے ہیں جن کے زمین و زمن
آپ ہی سے شرف کے ہیں سارے چلن، اِس سفر بیچ کوچ اور قیام ایک ہیں

ﷺ

نعت

____ آصف اکبر اسلام آباد

ہجرت کا کٹھن جو راستہ تھا
انساں کی بقا کا سلسلہ تھا

ہر چند نفوس دو تھے اس میں — پر سب سے بڑا وہ قافلہ تھا
حیران ہے ضمیرِ کفر اب تک — کس عزم سے اس کا واسطہ تھا
سچّوں نے کہا نبی کو سچّا — ہر شخص کے پیش آئینہ تھا
حیرت ہے جو جوڑنے کو آیا — اس ربط کا ہی مقاطَعہ تھا
سینے سے لگایا عکرمہ کو — سرکار کا ہی یہ حوصلہ تھا
دراصل وہی تھا آخری بھی — جو کفر سے پہلا معرکہ تھا
قرآن نے جس کی دی گواہی — اس ذات کا نام عائشہ تھا
کیا جانیے کون سی تھی نیکی — جس کا مری حاضری صلہ تھا
تھا زاریِ پا کی اک علامت — اوروں کے لیے جو آبلہ تھا
ماضی کا کوئی نشاں نہ تھا پر — اٹکا مرا دل جگہ جگہ تھا
تھا پیٹ وہاں بھی ساتھ میرے — مجھ کو تو فقط یہی گلہ تھا

جالی سے لگا کھڑا تھا آصف
دو قوس کا صرف فاصلہ تھا

نعت

سعود عثمانی

کچھ بھی ہو، خوئے دوست سے ہٹنے کی خو نہ ہو
یارب وہ مدح و نعت ہو جس میں غلو نہ ہو

مضمون آفرینی و نکتہ سرائی میں ایسا نہ ہو کہ چہرۂ حق سرخرو نہ ہو
میری سپہ مجھی پہ نہ تلوار سونت لے میرا لکھا ہوا کہیں میرا عدو نہ ہو
بیکار ہی نہ جائیں سخن کی عبادتیں جیسے کوئی نماز پڑھے اور وضو نہ ہو
جیسے کسی نے اپنی عبادت کے زعم میں نیت تو باندھ رکھی ہو، رخ قبلہ رو نہ ہو
ایسا نہ ہو کہ اہلِ محبت کے نام پر جو لفظ ہو وہ کذب و ریا کا نمونہ ہو
اے صدقِ عشق زاد مرے سچ کی لاج رکھ یہ آبِ آئنہ کبھی بے آبرو نہ ہو
مقبولِ اہل بیتِ محبت رہوں سعود دنیا کی داد چاہے مرے چار سُو نہ ہو
اے عشق سینہ سوز مرے دل سے دل ملا اور یوں کہ بس کلام ہو اور گفتگو نہ ہو
تجھ پر اگر میں شعر لکھوں تجھ کو بھول کر تا عمر میری آنکھ مرے روبرو نہ ہو

میں خاک ڈالتا ہوں زر و سیمِ حرف پر
اے یارِ بے مثال اگر ان میں تُو نہ ہو

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نعت

ــــــ سید منظور الکونین اقدسؔ

میں سات عشروں سے بے تاب ہوں زیارت کو
اجل کے بعد بھی کیوں نہ کھلی رکھوں آنکھیں

ہوں کفش پاک میسر تو فرشِ رہ کے لیے
کواڑ کھول دوں پلکوں کے، وا رکھوں آنکھیں

طلوعِ دید ہو ویراں بصارتوں میں کبھی
پھر اس کے بعد میں شدت سے بھینچ لوں آنکھیں

بوقت نزع بھی آنکھیں ہیں منتظر اقدسؔ
وہ اپنی آنکھوں سے دیکھیں یہ بے سکوں آنکھیں

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نعت

ــــــ خواجہ غلام قطب الدین فریدی

وہ خوب جانتے ہیں مرے دل کا حال تک
آتا نہیں ہے اس لیے لب پر سوال تک

محشر میں بھول جائیں وہ اس روسیاہ کو
دِل میں نہ لاؤ ایسا ذرا بھی خیال تک

کیا کیا ستم اُٹھائے نہ اُمت کے واسطے
آیا مگر نہ روئے مُبیں پر ملال تک

سر رکھ دیا ہے پیشِ مشیت حُسین نے
خنجر جب آیا سیّدہ زہرہؓ کے لال تک

عشقِ رسول کا یہ کرشمہ تو دیکھئے
روکا گیا سحر کو اذانِ بلال تک

ممکن نہیں ہے اُس شہہِ خوباں کی ہمسری
جس کی زمانہ لا نہ سکا ہے مثال تک

اُس تاجور سے قطبؔ حزیں کو امید ہے
ممکن ہُوئے ہیں جس کی نظر سے محال تک

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نعت

____ محمد حنیف نازشؔ قادری

ایک شب سرکار کی ہم گفتگو کرتے رہے
دل کو ان کی گفتگو سے مشکبو کرتے رہے

رات بھر مدحت سرائی تھی وہاں محبوبؐ کی
رات بھر ہم لوگ آنکھوں کا وضو کرتے رہے

روح میں جو چاک آئے تھے گناہوں کے سبب
سوزنِ ذکرِ پیمبر سے رفو کرتے رہے

میں تصور میں کھڑا تھا اپنے آقا کے حضور
شہر بھر میں لوگ میری جستجو کرتے رہے

ہم کہاں عزت کے قابل تھے مگر بستی کے لوگ
نعت کے صدقے ہماری آبرو کرتے رہے

خوبیٔ قسمت کہ ہم کو وہ نبیؐ بخشا گیا
انبیاء بھی جس نبیؐ کی آرزو کرتے رہے

ہم کو نازشؔ جب بھی تڑپایا کسی آزار نے
نقشِ نامِ مصطفیٰؐ زیبِ گلو کرتے رہے

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نعت

____ ڈاکٹر محمد حسین مشاہد، مالیگاؤں، انڈیا

بحرِ غم میں ہوا غرق میں سر بسر، مصطفیٰ مصطفیٰ یا رسولِ خدا
مجھ گنہگار پر ہو کرم کی نظر، مصطفیٰ مصطفیٰ یا رسولِ خدا

میں نے مانا خطاؤں سے معمور ہوں، بادۂ جرم پی پی کے مخمور ہوں
ہے بھروسہ شفیع الوریٰ آپ پر، مصطفیٰ مصطفیٰ یا رسولِ خدا

حالِ دل کس کو جا کر سناؤں شہا، کوئی ہمدم نہ دمساز ہی ہے مرا
ماسوا آپ کے اے شہِ بحر و بر، مصطفیٰ مصطفیٰ یا رسولِ خدا

کثرتِ جرم سے میں تباہ ہوگیا، نامۂ عصیاں سے میرا سیاہ ہوگیا
کر علاجِ گنہ اے مرے چارہ گر، مصطفیٰ مصطفیٰ یا رسولِ خدا

در پہ آیا ہوں میں چاک سینہ لیے، دل کا ٹوٹا ہوا آبگینہ لیے
دور کر دیجیے رنج و غم کا اثر، مصطفیٰ مصطفیٰ یا رسولِ خدا

تو ہے فرماں روا ساری مخلوق کا، دونوں عالم پہ چلتا ہے سکّہ ترا
میرا سویا مقدّر بھی بیدار کر، مصطفیٰ مصطفیٰ یا رسولِ خدا

عشق و عرفاں بھری زندگی بخش دیں، قلب تاریک ہے روشنی بخش دیں
نُورِ ربُّ العلا، مالکِ خشک و تر، مصطفیٰ مصطفیٰ یا رسولِ خدا

صدق و عدل و صفا، حلم و صبر و حیا، خُلق و زُہد و ورع، عجز دیں اور غنا
دور کر دیں مُشاہدؔ سے ہر ایک شر، مصطفیٰ مصطفیٰ یا رسولِ خدا

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نعت

واجد امیر

اک ستارہ بھی کہاں اپنے تئیں روشن ہے
جو بھی روشن ہے ترے زیرِ نگیں روشن ہے

صرف چہرے کی طرف دیکھ کے کہہ سکتے ہیں
حُبِ سرکار کی لو دل میں کہیں روشن ہے

آسماں تیرے قدم رکھنے سے ہے بقعۂ نور
تیرے نقشِ کفِ پا سے یہ زمیں روشن ہے

گنبدِ سبز منور ہے تو حیرت کیسی
یہ مکاں کیوں نہ ہو روشن کہ مکیں روشن ہے

متصل ہے ترے آنگن سے ریاض الجنۃ
ایک چھوٹی سی یہیں خلدِ بریں روشن ہے

جاگتی آنکھوں سے دیکھا تھا خدا کو تو نے
باخدا دل میں ہمارے یہ یقیں روشن ہے

دور و نزدیک پہ موقوف کہاں ہے واجد
منسلک اُن سے جہاں جو ہے وہیں روشن ہے

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نعت

____ آصف قادری واہ کینٹ

وہ زمیں ہے اور وہ آب و ہوا ہی اور ہے
شہرِ سلطانِ مدینہ کی فضا ہی اور ہے

شاہِ بطحا کی غلامی کا مزا ہی اور ہے
ان کی چوکھٹ پر جو آئے وہ قضا ہی اور ہے

سارے شاہانِ جہاں پلتے ہیں ان کی بھیک پر
قاسمِ نعمت ہیں وہ ان کو عطا ہی اور ہے

آپ کی مدحت کا ہے اک سلسلہ ام الکتاب
ان کی خالق نے جو کی ہے وہ ثناء ہی اور ہے

سب حسینانِ جہاں کہتے تھے ان کو دیکھ کر
ان کی چھب ہی اور ہے ان کی ادا ہی اور ہے

چاند سورج کھنچتے آتے ہیں مدینے کی طرف
گنبدِ پرنور کی آصفؔ ضیاء ہی اور ہے

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نعت

____ عثمان ناعم، واہ کینٹ

تپشِ شوق سے یوں صاحبِ ثروت کرنا
چشمِ نم دینا ، عطا دردِ محبت کرنا

گرمیِ شوق مِرے دل کو تپیدہ رکھے — میرے آقا مجھے وہ سوز عنایت کرنا
شامِ غم ہو کہ مسرت کی سحر ہو سر پر — مجھ کو سرکار عطا خُوئے قناعت کرنا
ہو چکی جلوہء ظاہر کی تماشہ گیری — اب تو وا مجھ پہ شہا حُسنِ حقیقت کرنا
اپنی کملی میں چھپا لینا مجھے محشر میں — بہرِ حسنین نہ رد میری یہ منت کرنا
مجھ کو شائستۂ اسرار و رموزِ باطن — محرمِ جلوہء خورشیدِ رسالت کرنا
میری ہر شب رہے روشن تری تابانی سے — صبحِ خنداں کو مِری صبحِ سعادت کرنا
مجھ پہ ابلیس نہ قابض کبھی ہونے پائے — ملکیت ہوں میں تری، میری حفاظت کرنا
دل الجھنے لگے جب ہجر کے غم سے میرا — چارہ سازی مِری اے پیکرِ رحمت کرنا

تجھ سے ناعم کی شب و روز گزارش ہے یہ
اپنے کوچے کی گدائی مِری قسمت کرنا

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نعت

ممتاز گورمانی ـــــــ

مجھ سے پوچھا کسی نے تعارف ترا، میں نے نظریں جھکائیں، کہا دلکشی
حسن، کردار، گفتار، رفتار، سب، الغرض تیری ہر اک ادا دلکشی

وہ ہیں مقصودِ تخلیق کون و مکاں، ہر نظارے میں ہیں ان کی پرچھائیاں
ان کی آنکھوں سے مانگے حیا دلکشی، ان کی زلفوں سے مانگے گھٹا دلکشی

فخرِ غلمان و حور و قصور آتا ہے، اک معظمہ کی جھولی میں نور آتا ہے
بس تبھی سے مدینہ کے ماحول میں بانٹتی پھر رہی ہے ہوا دلکشی

میں ہوں لاعلم معراج کے حال سے، کیا مدارات تھی، کیسا ماحول تھا
تُو تو ہمراہ تھی، تُو تو ہمراز ہے، کچھ مجھے بھی بتا، کیا ہوا دلکشی

میں نے کہنی تھی ممتاز نعتِ نبی، حسن کے استعارے اترنے لگے
پھر دکھائے قلم نے عجب معجزے، میں نے کاغذ پہ بس لکھ دیا دلکشی

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نعت

راکب راجا

تارے بنے زمین بنی آسماں بنا
سردار انبیاء کے لیے سب جہاں بنا

جس نے سنا مدینے کا وہ ساتھ ہو لیا
تنہا چلا تھا گھر سے مگر کارواں بنا

اس باغ کائنات سے پہلے بنا ہے وہ
اس باغ کائنات کا جو باغباں بنا

میں نے جو تیز دھوپ میں نام نبی لیا
پھر دیکھتے ہی سر پر مرے سائباں بنا

دامن تہی نہ کوئی بھی راکب وہاں رہا
صحرا بھی ان کے در پہ گیا گلستاں بنا

ﷺ

نعت

نوشیروان عادل

جب نام مصطفیٰ مرے ہونٹوں پہ آ گیا
دل جسم سے نکل کے مدینے چلا گیا

وہ خواب کیا بیاں ہو دنیا کے سامنے
اک رات جو جناب کا جلوہ دکھا گیا

سچ پوچھیے تو نعت کہاں اور میں کہاں
اک لفظ بھی نہ آپ کے شایاں کہا گیا

ہر سمت یہ جو پھول کھلے دیکھتے ہیں ہم
کوئی جہانِ دشت کو گلشن بنا گیا

کتنے عظیم ہونگے وہ عادل ذرا یہ سوچ
جن کا خیال زندگی تیری سجا گیا

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نعت

_____ جنید نسیم سیٹھی

ذرے کو صحرا کیا، قطرے کو دریا کر دیا
پست کو بالا کیا، ادنیٰ کو اعلیٰ کر دیا

ذرۂ خاکی کو ہم دوشِ ثریا کر دیا
فیض نے تیرے شہِ کونین! کیا کیا کر دیا

تیرہ و تاریک راہوں کو مجلیٰ کر دیا
گھُپ اندھیرے میں قدم رکھا، اُجالا کر دیا

آدمی پر رازِ عبودیّت کا افشا کر دیا
آدمی کو آدمیت سے شناسا کر دیا

نوعِ انساں پر شہا! احسان کیا کیا کر دیا
آئینۂ قلبِ انساں کو مصفیٰ کر دیا

یہ کرم بھی خوب اے جانِ مسیحا! کر دیا
اِک نظر سے سارے بیماروں کو اچھا کر دیا

توشۂ غفران امت کو مہیا کر دیا
بابِ رحمت عاصیوں کے واسطے وا کر دیا

خاک میں اکسیر کا سامان پیدا کر دیا
تُو نے ہر انسان کے غم کا مداوا کر دیا

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نعت

جسارت خیالی

ظلمت میں خبرِ صبحِ تمنا کی سنا دی
بگڑی ہوئی تقدیر محمد نے بنا دی
نفرت کی جگہ حسنِ مروت سے نوازا
تفریق من و تو کی زمانے سے مٹا دی
پیغام کچھ اس طرز سے آقا نے سنایا
انسان نے ہر ظلم کی دیوار گرا دی
ہر چند ہوئے جور و ستم آپ پہ برسوں
ظالم کو بھی سرکار نے جینے کی دعا دی
اس محسن اعظم کو بھلا بیٹھے جسارت
جس نے ہمیں تہذیب و قیادت کی قبا دی

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نعت

____شاعر علی شاعر، کراچی

صاحبِ معراج ہیں وہ پیکر انوار ہیں
رہنمائے دین و دنیا احمدِ مختار ہیں

جن کو مولا نے بنایا صاحبِ خیرِ کثیر
وہ مرے سرکار پیارے وہ مرے سرکار ہیں

صاحبِ قرآں ہیں وہ صاحب ام الکتاب
جن کی مدحت سے مزین یہ مرے اشعار ہیں

اتباع سیرت آقا نہ میں کیوں کر کروں
میں غلام مصطفیٰ ہوں وہ مرے سرکار ہیں

جن پہ تھا سایا فگن ابر رواں بولو ہیں کون؟
سید الابرار ہیں، وہ سید الابرار ہیں

حرمت سرکار لازم ہے اے شاعر یاد رکھ
ورنہ گستاخ نبی کے سب عمل بے کار ہیں

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نعت

____اسد بیگ،راولپنڈی

مری ناؤ نے مشکل میں پکارا یارسول اللہ
ملے مجھ کو بھی رحمت کا کنارا یا رسول اللہ
کبھی انوارِ طیبہ کے مری آنکھوں میں بھی اتریں
کبھی دکھلائیں عاصی کو نظارا یا رسول اللہ
مجھے بے درد دنیا سے نہیں لینا کبھی کچھ بھی
مجھے ہے آپ کا کافی سہارا یا رسول اللہ
کبھی روضے کی جالی کو لگاؤں اپنے سینے سے
تصور پر نہیں ہوتا گزارا یا رسول اللہ
میں آقا آپ کی چوکھٹ کا اک ادنیٰ گداگر ہوں
مری بگڑی سنور جائے خدا را یا رسول اللہ
اسد نے نعت کے غنچے کھلائے ہیں عقیدت سے
اسد نے گلشنِ دل کو سنوارا یا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نعت

____ کرنل سید مقبول حسین، راولپنڈی

مرا وجود جو تیرا غلام ہو جائے
"عطا مجھے بھی یہ عالی مقام ہو جائے"

زباں پہ ورد ہو تیرے درود کا سائیں
مری یہ عمر بھی یونہی تمام ہو جائے

نہ جانے کب سے ہے دیدار کی مجھے حسرت
نصیب مجھ کو بھی آقا سلام ہو جائے

نصیب ناصیہ فرسائی ہو اگر مجھ کو
جبیں غلام کی ماہِ تمام ہو جائے

جپوں جو نام ترا صبح و شام اے خاتمؐ
تو دل پہ نقش یہ مہرِ دوام ہو جائے

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

قرینۂ نعت

____ مشتاق عاجزؔ، اٹک

آتا جو مجھے لفظ برتنے کا قرینہ
لکھتا میں تری نعت مرے شاہِ مدینہ
لکھتا کہ بجز تیرے نہیں کوئی کھویا
لکھتا کہ شہا ڈوب چلا میرا سفینہ
لکھتا مری آنکھوں میں محبت کی نمی ہے
لکھتا کہ جبیں پر ہے ندامت کا پسینہ
لکھتا کہ مرا دل ترے قدموں پہ نچھاور
لکھتا کہ مرا دل ہے محبت کا دفینہ
لکھتا کہ ترے شہر کے ذرے ہیں ستارے
لکھتا کہ ترے شہر کا کنکر ہے نگینہ
لکھتا کہ مجھے اذنِ حضوری سے نوازیں
لکھتا کہ قریب آنے لگا حج کا مہینہ
لکھتا کہ ترے در پہ لگی رہتی ہیں آنکھیں
لکھتا کہ کسی در پہ مری پیاس بجھی نہ
لکھتا کہ گداگر ہوں مجھے بھیک عطا ہو
لکھتا کہ عطا کیجئے رحمت کا خزینہ
لکھتا کہ قلم ہے مرا توصیف سے عاجز
لکھتا کہ عطا کیجئے لکھنے کا قرینہ

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نعت

______ سجاد حسین ساجد

الفت شہ میں ذرا رولوں تو پھر مدحت لکھوں
بے وضو ہوں باوضو ہولوں تو پھر مدحت لکھوں

نطق کستوری سے مہکا لوں تو لوں نام نبی
آب زم زم سے قلم دھولوں تو پھر مدحت لکھوں

میں معطر کرلوں کاغذ مشک و عنبر سے ذرا
روشنائی میں دھنک گھولوں تو پھر مدحت لکھوں

مدح شہر علم سے پہلے کروں مدح علیؓ
پہلے دروازے پہ خم ہولوں تو پھر مدحت لکھوں

مدحتِ سرکار کا میزان بس قرآن ہے
لفظ اس میزان پر تولوں تو پھر مدحت لکھوں

آپ کی الفت ابھی سینے تلک محدود ہے
میں سراپا آپ کا ہولوں تو پھر مدحت لکھوں

عشق کا نم تو بہت ہے زندگی کی خاک میں
تخم کردار نبی بولوں تو پھر مدحت لکھوں

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نعت

____نادر وحید، اٹک

ان کی رحمت جو رہی بے سروسامانی میں
میں نہ مشکل میں رہا ہوں نہ پریشانی میں

مضطرب کتنے ہیں اے سنگ درِ ختمِ رسلؐ!
تیری تعظیم کے سجدے مری پیشانی میں

کچھ تو یہ ہجر کے لمحے بھی ہیں قاتل مولاؐ
کچھ بضد ہے دلِ نادان بھی نادانی میں

عشق سرکارِ دوعالمؐ کی بدولت اکثر
میں رہا کرتا ہوں کیفیتِ وجدانی میں

شامل حال رہے ان کا کرم اے نادر
مشکلیں خود ہی بدل جائیں گی آسانی میں

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نعت

____ نصرت بخاری، اٹک

ادب تصورِ جاناں کہ اس گھڑی دل میں
خیالِ نعتِ نبی کے جہاں اترتے ہیں

نکل اے رغبتِ دنیا کہ دل کی بستی میں
گمانِ سرورِ کون و مکاں اترتے ہیں

اے آنکھ اشکوں سے کرلے وضو کہ پل بھر میں
نقوشِ شہرِ مدینہ یہاں اترتے ہیں

سماعتوں کو بھی رہنا ہے گوش بر آواز
حروفِ مدحت و نعت و بیاں اترتے ہیں

وفورِ شوق سے انوار کے پرے نصرت
جہاں ہو ذکرِ محمد وہاں اترتے ہیں

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نعت

سعادت حسن آس، اٹک

تو روحِ کائنات ہے تو حسنِ کائنات
پنہاں ہیں تیری ذات میں رب کی تجلیات

ہر شے کو تیری چشم عنایت سے ہے ثبات
ہر شے میں تیرے حسن مکمل کے معجزات

کونین کو ہے ناز تری ذاتِ پاک پر
احسان مند ہیں تری ہستی کے شش جہات

پژمردہ صورتوں کو ملی تجھ سے زندگی
نقطہ وروں کی سہل ہوئیں تجھ سے مشکلات

ظلمت کدوں میں نور کے چشمے ابل پڑے
رحمت سے تیری ٹل گئی ظلم و ستم کی رات

تاروں کو ضو فشانیاں تجھ سے ہوئیں نصیب
پھولوں کی نازکی پہ تری چشم التفات

ان کی محبتوں کی مہک ہے خیال میں
یوں ہی نہیں ہیں آس کی ایسی نگارشات

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نعت

احمد اعجاز قاضی، اٹک

تیری قربت کی حسیں رت سے یہ مہکائے ہوئے لوگ
کتنے اجلے ہیں ترے شہر سے آئے ہوئے لوگ

منتظر ہوں میں بلاوے کا ترے کوچے میں
گرچہ لاکھوں ہیں تیری آس لگائے ہوئے لوگ

تیری رحمت کے طلب گار تری نگری میں
دور دیسوں سے ترے شہر میں آئے ہوئے لوگ

ان پہ بھی لاکھوں درود اور کروڑوں ہوں سلام
خوبئ وقت سے جو آپ کے ہمسائے ہوئے لوگ

جو تجھے دیکھ کے بھی تیرے نہیں ہو پائے
جانے کیسے تھے وہ بد بخت وہ بہکائے ہوئے لوگ

فتح مکہ میں ترا عفو و کرم کام آیا
ورنہ بے بس تھے ترے سامنے گھبرائے ہوئے لوگ

ہر پشیماں کو گلے بڑھ کے لگایا تو نے
تجھ کو محبوب ہوا کرتے تھے پچھتائے ہوئے لوگ

تیری ہستی نے ہی صرصر کو کیا بادِ نسیم
ہو گئے شیر و شکر دشت کے گرمائے ہوئے لوگ

پھول سے جسم پہ کرتے نہ کبھی سنگ زنی
تجھ کو پہچان نہیں پائے تھے پتھرائے ہوئے لوگ

ہر مسلماں کو میسر ہو تری ساقی گری
تیری جانب ہی چلے آئیں گے کملائے ہوئے لوگ

تیرے کردار کو افسوس کہ اپنا نہ سکے
تیرے افکار کو سینے سے لگائے ہوئے لوگ

یہ زمیں عظمت انساں سے رہی کب خالی
پر کہاں ویسے تھے، جیسے ترے اپنائے ہوئے لوگ

تو نے جھیلے ہیں جو صدمات وہ پڑھ کر اعجاز
میرے جیسے بھی پگھل جاتے ہیں برفائے ہوئے لوگ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نعت

____ شمس القمر عاکف، اٹک

تیرا حسن آنکھوں میں، تیری یاد سینے میں
یوں گماں ہوتا ہے جیسے ہوں مدینے میں
یاں کی زندگانی میں، واں کی زندگانی میں
فرق اتنا ہے جتنا مرنے اور جینے میں
اس وطن سے آیا ہوں، واں کی دھول ہے مجھ پر
پھول سی مہک یارو کیوں نہ ہو پسینے میں
لوٹ کر میں کیوں آیا چھوڑ کر مدینے کو
سانس کی بجائے اب پھانس سی ہے سینے میں
یہ صیام کا موسم اور ہجر کا عالم
آپ کے نگر ہوتا کاش اس مہینے میں
نعت کے لیے عاکف یہ بہت ضروری ہے
عشق کار فرما ہو شعر کے قرینے میں

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نعت

___ شوکت محمود شوکت، اٹک

درونِ قلب مدینے کی آرزو ہونا
برائے نخلِ بدن مژدۂ نمو ہونا

کلام میں وہ کشش ہے کہ بات بات اُنؐ کی
عدوئے جاں کو کرے منفعل، عدو ہونا

غلامِ احمدِ مرسلؐ ہوں خوف کاہے کو
مرے نصیب میں لکھا ہے سرخرو ہونا

بہشت و خُلد کے منظر سمیٹنے ہیں اگر
تو جا کے گنبدِ خضرا کے روبرو ہونا

درودِ پاک سے پایا دلِ حزیں کا سکوں
فضائے گلشنِ ہستی کا مشک بو ہونا

مرے حضورؐ کے اوصاف اور سیرت کا
کلامِ پاک کی تفسیر ہو بہو ہونا

بہ فیضِ نعتِ محمدؐ ہے شہرت و شوکت
جہاں میں ورنہ کہاں تھی یہ آبرو ہونا

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نعت

احسان الٰہی احسن، اٹک

نعت ہو جائے جو آقا کچھ اس انداز کے ساتھ
روشنی لپٹے مرے سارے ہی الفاظ کے ساتھ

بت پرستوں کی نگاہیں بھی زمیں بوس ہوئیں
چاند دولخت ہوا جب ترے اعجاز کے ساتھ

یہ کرشمہ بھی میں دیکھوں کہ کبھی آپ کی نعت
پڑھنے آجائیں ملائک مری آواز کے ساتھ

ہم تو منگتے ہیں فقط ایک ہی در کے احسن
بھیک ملتی ہے جہاں سے ہمیں اعزاز کے ساتھ

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نعت

____ حسین امجد، اٹک

مرے وجدان میں جو روشنی ہے
محرک میرے جینے کا بنی ہے

اندھیروں سے مجھے اب خوف کیسا
کہ ہر سو نور کی چادر تنی ہے

عجب ہے فیض اس چشمِ کرم کا
سخی ہے دل مرا عادت غنی ہے

مجھے اس پیڑ کا سایہ ملا ہے
سدا جس پیڑ کی چھاؤں گھنی ہے

ثنا خوانوں میں اسؐ کے نام آیا
حسین امجد مقدر کا دھنی ہے

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نعت

____ سردار حسین اداس، اٹک

سرورِ کونین سے قائم ہے انساں کا جمال
زینتِ خلدِ بریں ہے روئے تاباں کا جمال
خود خدائے پاک بھی ہے مدح خوانِ مصطفیٰ
نعتِ سرکارِ دو عالم سے ہے قرآں کا جمال
کیا خبر معراج کی شب کس قدر تھا دیدنی
منزلِ قوسین پر اس جانِ جاناں کا جمال
دم بخود حورانِ جنت محوِ حیرت تھے ملک
دید کے قابل تھا اس دن تیرے مہماں کا جمال
آپ کے لطف و کرم کا فیض ہم پر ہو گیا
کون دیکھے گا ہماری چشمِ حیراں کا جمال
یا نبی کا ورد کرتے ہی رہو ہر دم اداس
ان کے ذکرِ پاک سے ہے تیرے ایماں کا جمال

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نعت

صفدر حسرت، فتح جنگ، اٹک

الفاظ کہاں اور کہاں نعت کی صورت
مانگے ہے گدا تجھ سے فقط بات کی صورت

پرُنور تیرے نام سے ہیں عرش کے تارے
ورنہ تھی کہاں اجلی سماوات کی صورت

ہے صبح ازل نور سے روشن تیرے ورنہ
تخلیق نہ تھی پہلے نہ اثبات کی صورت

مل جائے تو سیراب سمندر بھی ہے اس سے
اک قطرہ تیرے فیض کا خیرات کی صورت

دل میں جو اتارا ہے تری یاد کا پرتو
اشکوں میں ڈھلی جاتی ہے جذبات کی صورت

سرکار کی رحمت کی برستی ہیں گھٹائیں
حسرتؔ سے گنہ گار پہ برسات کی صورت

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نعت

حسن جمیل، اٹک

زمین اس کی ہے اور آسمان اس کے ہیں
یہی جہاں نہیں سارے جہان اس کے ہیں

اسی کے دم سے تو صحرا کی ریت زندہ ہے
رہِ جنوں میں سبھی کاروان اس کے ہیں

میں اس کی ذات کی کیا کیا صفت بیان کروں
زمیں ہوں میں تو فلک پر نشان اس کے ہیں

صدائے کن سے بھی پہلے وجود تھا جس کا
فلک کی لوح پہ لکھے بیان اس کے ہیں

حسن جمیل اجالے ہیں سب محمد کے
تمام روشنیاں، سب مکان اس کے ہیں

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نعت

____عزیز طارق، اٹک

کبھی جو خواب میں روضے کی دید ہوتی ہے
قسم خدا کی ہماری وہ عید ہوتی ہے

میں جب بھی فرطِ محبت میں بھیجتا ہوں درود
عطا بھی اُن کی طرف سے مزید ہوتی ہے

سفر مدینے کا اُن کو نصیب ہوتا ہے
طلب حضور کی جن کو شدید ہوتی ہے

مجھے یہ فخر ہے حاصل کہ ہر خوشی میری
فقط حضور کے غم سے کشید ہوتی ہے

انہی کو اپنا وسیلہ بنائے رکھتا ہوں
جبھی تو میری دعا کی شنید ہوتی ہے

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نعت

محمود ناصر ، اٹک

کوئی ہو مرحلہ آسان مجھ پہ ہوتا ہے
کرم حضور کا ہر آن مجھ پہ ہوتا ہے

درودِ پاک نے ممتاز کردیا ایسا
زمانہ ہر گھڑی حیران مجھ پہ ہوتا ہے

یہ نعت کہنا بھلا میرے بس کی بات کہاں
مدینے والے کا احسان مجھ پہ ہوتا ہے

بہت قریب ہے تشریف آوری ان کی
کہ اب کھلا درِ امکان مجھ پہ ہوتا ہے

سفر حیات کا تکلیف دہ نہیں ناصر
کہ ملتفت وہی ذی شان مجھ پہ ہوتا ہے

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نعت

____وقار احمد آس، اٹک

چاہتا ہوں میں سہارا یا نبی
تھام لیجے اب خدارا یا نبی

میری دنیا، میرا مسلک، میرا دیں
آپ ہی کا ہے دوارا یا نبی

میں نگاہِ ناز کا ہوں منتظر
اس طرف بھی ہو اشارہ یا نبی

کوئی جگنو کوئی تارا بھی نہیں
پھر رہا ہوں مارا مارا یا نبی

میں کرم کی جستجو میں چل پڑا
آس کا چمکے ستارا یا نبی

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نعت

____ نزاکت علی نازک، اٹک

آپ آئے تو ہر دل سے آئی صدا
آمدِ مصطفیٰ ، مرحبا مرحبا

آپ آئے تو منظر سہانے لگے ۔۔۔ پھول کھلنے لگے مسکرانے لگے
آپ کے در پہ جو لوگ آنے لگے ۔۔۔ سر جھکانے لگے فیض پانے لگے
پھول کی ہر کلی نے یہ کھِل کر کہا
آمدِ مصطفیٰ ، مرحبا مرحبا

نور ہی نور ہر سو چمکنے لگا ۔۔۔ ابر رحمت مسلسل برسنے لگا
ہر فرشتہ زمیں پر اترنے لگا ۔۔۔ دو جہاں کا مقدر سنورنے لگا
جھوم کر سارا عام یہ کہنے لگا
آمدِ مصطفیٰ ، مرحبا مرحبا

آپ آئے خزاں میں بہار آ گئی ۔۔۔ ہر طرف رحمتوں کی گھٹا چھا گئی
زندگی اک نئے موڑ پر آ گئی ۔۔۔ منزلیں اور مرادیں سبھی پا گئی
زندگی کے دریچوں سے آئی صدا
آمدِ مصطفیٰ ، مرحبا مرحبا

سوئے مخلوق رب کا سلام آ گیا ۔۔۔ امن کا آشتی کا پیام آ گیا
بن کے رحمت وہ خیر الانام آ گیا ۔۔۔ سب رسولوں کا بن کر امام آ گیا
فکر کا آگہی کا دریچہ کھلا
آمدِ مصطفیٰ ، مرحبا مرحبا

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نعت

____ سجاد حسین سرمد، اٹک

تکمیل ہوئی تجھ سے اس نورِ نبوت کی
جس نورِ نبوت کا آغاز تھا آدم سے

اخلاق و شمائل میں عادات و خصائل میں
کوئی نہیں بڑھ سکتا سردارِ دو عالم سے

گفتار و تکلم بھی اندازِ تبسم بھی
سیکھے تو کوئی سیکھے اس نورِ مجسم سے

فصحائے عرب نے بھی دانائے عجم نے بھی
سیکھے ہیں محبت کے آداب ترے دم سے

صدقے میں نواسوں کے اس پر بھی عنایت ہو
یہ تیرا گدا سرمد آزاد ہو ہر غم سے

ﷺ

نعت

____ سید فیضان الحسن گیلانی، اٹک

اوقات مری کیا جو لکھوں مدحتِ سرور
وہ ذات مرے فہم و تخیل سے ہے برتر
خوشبو سے مہکتی ہے فضا خیمۂ جاں کی
آجائے درُود ان کا اگر میرے لبوں پر
خورشید ہے روشن ترے چہرے کی ضیا سے
گلشن کی فضا ہے تری خوشبو سے معطر
بس جائے دل و جاں میں یوں عشقِ محمدؐ
جیسے کوئی موتی ہو چھپا سیپ کے اندر
قربان ترے جاؤں میں اے قاسمِ نعمت
کچھ صدقۂ حسنینؓ حسنؔ کو بھی عطا کر

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

شاعرات کا نذرانۂ عقیدت

اللهم صل علی محمد و آل محمد
محمد

نعت

____ نوشی گیلانی

نعت لکھنے کا اگر مجھ کو قرینہ آجائے
جتنا دشوار ہو جینا مجھے جینا آجائے

اُس سفر میں کبھی تھکتے نہیں دِل اور پاؤں
جس سفر میں کہیں احساسِ مدینہ آجائے

ڈوبنے والو کبھی دِل سے پکارو تو انہیں
خود بھنور لے کے کنارے پہ سفینہ آجائے

ایسی رحمت کی گھڑی بھی کوئی آسکتی ھے
میں مدینے میں رھوں مجھ میں مدینہ آجائے

مجھ گنہگار بھکارن کی یہی جنّت ھے
اُن کی نسبت کا مرے ہاتھ خزینہ آجائے

ہو تو سکتا ھے اگر آپ ﷺ کرم فرما دیں
میری آنکھوں سے مرے دِل میں مدینہ آجائے

ﷺ

نعت

عائشہ مسعود ملک

نہ اس زمیں کے لئے اور نہ آسمان کیلئے
حضورؐ آئے تھے ہر عہد، ہر جہاں کیلئے

ہیں صرف آپؐ ہی اک میرِ کاروانِ حیات
یہ فخر کم تو نہیں میرے کارواں کیلئے

تو کہکشاؤں میں اک نور سا ابھر آیا
چلے تھے آپ مکاں سے جو لامکاں کیلئے

مقامِ احمدِ مرسل، کروں بیاں لیکن
کہاں سے لاؤں وہ الفاظ، میں بیاں کیلئے

حبیبِ خالقِ ہر دو جہاں کا ذکرِ جمیل
ہے اک حلاوتِ پیہم، مری زباں کیلئے

انہی کا اسم ہے اب تک، ہمیں سنبھالے ہوئے
یہی وظیفہ ہے تسکینِ قلب و جاں کیلئے

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نعت

_____ بشریٰ فرخ، پشاور

رائیگاں سانسوں کو بھی جینے کی لذت مل جائے
آپ کے شہر میں رہنے کی سہولت مل جائے

دل پژمردہ کو اک زندہ حرارت مل جائے
شہر طیبہ کی ہواؤں سے جو نسبت مل جائے

غم نہیں کوئی اگر ساری خدائی چھوٹے
فردِ عصیاں کو فقط آپ کی رحمت مل جائے

آپ کے در کی کنیزوں میں جو ہو میرا شمار
بالیقیں مجھ کو بھی کونین کی دولت مل جائے

ہو لبوں پر مرے ہر لمحہ درود اور سلام
زندگی سے ہی مجھے ورنہ فراغت مل جائے

آؤ سب مل کے خدا سے یہ دعا مانگتے ہیں
حشر میں شافع محشر کی شفاعت مل جائے

دست بستہ رہوں آقا کی حضوری میں کھڑی
اور اک نعت سنانے کی اجازت مل جائے

جاگ اٹھے میرے قلم کا بھی نصیبہ بشریٰ
جب بھی سرکار کی مدحت کی سعادت مل جائے

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نعت

____شازیہ اکبر، اٹک

خواب میں زیارت رسولِ کائنات صلی اللہ علی وآلہ وسلم سے شرف یاب ہونے کے بعد

اک ترے خواب کی پہچان ہماری آنکھیں
ہوگئیں فخرِ دل وجان ہماری آنکھیں

رکھ کے آنکھوں میں تجھے موند لیں اپنی پلکیں
یوں رہیں صورتِ جزدان ہماری آنکھیں

اب ترے بعد کسی اور کو کیسے دیکھیں
ہوگئیں تجھ پہ تو قربان ہماری آنکھیں

جانے کس عرضِ تمنا نے ثمر بار کیا
کس عبادت کا ہیں فیضان ہماری آنکھیں

جیسے صحرا کی کڑی دھوپ میں پیاسے راہی
اس طرح رہتی تھیں ویران ہماری آنکھیں

اب انہیں گردِ زمانہ سے رکھیں گے محفوظ
اب ہیں سرمایۂ ایمان ہماری آنکھیں

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نعت

___ سیدہ نفیس بانو شمع، دہلی

مرا دل کیا لبھائے گی گل و گلزار کی خوشبو
رگِ جاں میں بسی ہے سیدِ ابرار کی خوشبو

ملی ہے تجھ کو ایسی سیرت و کردار کی خوشبو
کہ بھاتی ہے عدو کو بھی تری تلوار کی خوشبو

میں ان سے دور رہ کر بھی کبھی تنہا نہیں ہوتی
مرے ہمراہ رہتی ہے مرے سرکار کی خوشبو

اشاروں میں بھی ان ذکر جب اے شمع آتا ہے
معطر مجھ کو کرتی ہے مرے اشعار کی خوشبو

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نعت

____ نگہت یاسمین، اٹک

وہ ہی محور محبتوں کا ہے
وہ جو مختار رحمتوں کا ہے
بزمِ ذکرِ شہِ مدینہ میں
لمحہ لمحہ لطافتوں کا ہے
شہرِ طیبہ کی بات کیا کہیے
اک جہاں جیسے نکہتوں کا ہے
سبز گنبد ہے اب نگاہوں میں
کیسا ثمرہ عقیدتوں کا ہے
جب لبوں پر ہو مدحتِ سرورؐ
وہ ہی لمحہ سعادتوں کا ہے
ہر تعلق سراب ہے نگہت
وہ ہی ہم دم مسافتوں کا ہے

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

قند فارسی

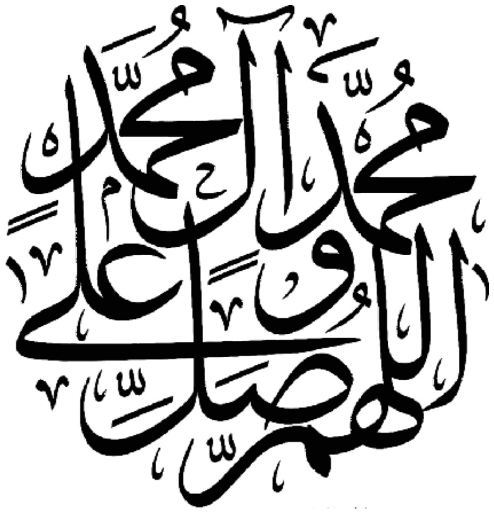
اللهم صل على محمد وآل محمد

نعت

____طارق سلطان پوری

محبوب مرا نیست سوائے شہِ بطحا
دارم ز ازل شوقِ لقائے شہِ بطحا

جاہ و حشمِ شاہی عطائے شہِ بطحا
ہر تاجورے ہست گدائے شہِ بطحا

دارد نہ حدے جود و نوالِ مہِ طیبہ
بے حسر و حساب است عطائے شہِ بطحا

ایں بزمِ گل و آب بہ نیرنگی و ندرت
تخلیق خدا کرد برائے شہِ بطحا

مفتاح کنوز و نعم حق داد بہ دستش
انداخت خزائن را بہ پائے شہِ بطحا

کونین بہ مِلکش مگر او داشت نہ رغبت
از عقل ورا فقر و غنائے شہِ بطحا

بنیادِ عقیدہ قوی از حب محمد
ایمان توانا ز ولائے شہِ بطحا

از بندِ غم و رنج اگر مخلصی خواہی
کن تذکرۂ روح فزائے شہِ بطحا

از چارہ گراں نیست مرا حاجتِ درماں
کافیست بہ ہر درد دوائے شہِ بطحا
ارزانی شود مثل بصیریؒ شبی درخواب
اے کاش مرا نیز ردائے شہِ بطحا
وقف است کمالِ سخن و اوجِ فنِ من
با حمدِ خدا بہر ثنائے شہِ بطحا
ایں فخر ثنا موہبتِ ربِّ نبی است
طارق ز ازل نعت سرائے شہِ بطحا

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نعت

____ سید شاکر القادری چشتی نظامی

ای پادشاہِ انس و جاں، ای رحمتِ ہر دو جہاں
ای قبلہ گاہِ عاشقاں ای صدرِ بزمِ کن فکاں
ای مقتدای مرسلیں، مخدومِ جبریلِ امیں
زیبائش عرشِ بریں، دارای اقلیمِ جناں
شمس الضحیٰ بدرالدجیٰ کہف الوریٰ نورالہدیٰ
سرچشمۂ جود و سخا دریای لطفِ بیکراں
ای زلفِ عنبر بوی تو، وی گوشۂ ابروی تو
ایں بُرد دل بی گفتگو وز کالبُد آں بُرد جاں
از نفحۂ گیسوی تو، گُل را ضمیرش مشک بو
وز آفتابِ روی تو روشن جہانِ نوریاں
اندازِ گفتارت شکر یا موجۂ بادِ سحر
یا غیرتِ سلکِ دُرر ای خسروِ شیریں لباں
سرمستِ خوشبویت سمن گل از رخت نازک بدن
طوطی بیادت نغمہ زن، بلبل بہ ہجرت در فغاں

درگاہِ تو زیرِ فلک، اہلِ فلک را شد فلک
بوسہ گہِ جن و ملک، قبلہ گہِ روحانیاں
بارِ گناہِ من نگر، روئے سیاہِ من نگر
بر من نظر، در من گذر ای شافعِ تردامناں
بیچارہَ و افتادہ ام، دستِ طلب بکشادہ ام
بر درگہت افتادہ ام تا بر نہ آید کامِ جاں
کمتر گدائے درگہت،دارد امید مغفرت
برآستانِ عزتت، آمد بصد آہ و فغاں
ای شاہدِ قدسی ادا،باری نقاب از رخ کشا
درکلبہَ خوابم درا، لطفی بفرما یک زماں

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

خصوصی مقالہ

اللّٰھم صلِ علی محمد و آلِ محمد

نعتیہ ادب میں تنقید کی اہمیت!

ڈاکٹر عزیز احسن

یہ مقالہ "حلقہء اربابِ ذوق کی تنقیدی نشست" میں مورخہ ۲ رمضان المبارک ۱۴۳۳ھ بمطابق: ۲۲ جولائی ۲۰۱۲ء بروز اتوار بمقام آرٹس کونسل، کراچی پڑھا گیا۔

ادب تنقیدِ حیات ہے۔اصناف ِادب اپنا الگ الگ تشخص بھی رکھتی ہیں اور مزاج بھی۔فنکار کے لیے اصنافِ ادب کی ہیئت کے حدود کا جاننا بھی ضروری ہے اور ان اصناف کے مزاج سے آگاہ ہونا بھی لازمی ہے۔تب ہی وہ کوئی فن پارہ تخلیق کرسکتا ہے۔فن پارے کی تخلیق، جذبِ دروں کی محتاج ہے لیکن اس کی ہیئت خارجی عوامل کی آگاہی کی مقتضی ہے۔اس لیے جیسے ہی تخلیق کا مرحلہ درپیش ہوتا ہے "تنقیدی شعور" کی مداخلت کا بھی آغاز ہوجاتا ہے۔بات شاعری کی حد تک محدود رکھنے کی غرض سے کی جائے تو یہ کہنا پڑے گا کہ صنفِ سخن کے انتخاب کے مرحلے پر ہی شاعر یہ طے کرلیتا ہے کہ اسے اپنی شعری استعداد کس صنف کے حوالے سے استعمال کرنی ہے اور اس صنفی ھیئت میں کس بات کو کس اسلوب میں کہنا ہے۔اس مختصر سی گفتگو سے یہ نکتہ تو واضح ہو ہی جاتا ہے کہ کوئی بھی ادب تنقیدی شعور کے بغیر وجود میں نہیں آسکتا۔

اب آیئے نعت کی طرف!......نعت شعری پیکر میں ڈھالی جاتی ہے اور اس کے لیے کوئی ہیئت مخصوص بھی نہیں ہے۔اصنافِ سخن کے کسی بھی پیکر میں نعتیہ مضمون کی جلوہ آرائی ممکن ہے۔چنانچہ یہاں بھی موضوع کی آگاہی کے ساتھ ساتھ شعری اصناف کے مزاج اور ان کی مقتضیات کا خیال رکھنا ضروری ہوگا۔شاعر جو کچھ لکھے گا اسے بار بار کی خواندگی کے بعد کچھ نہ کچھ تبدیلیوں اور کانٹ چھانٹ کے بعد ہی کوئی حتمی شکل دے گا۔کبھی کوئی لفظ بدلے گا، کبھی عروضی اوزان کے خیال سے کسی لفظ کی درست بنت پر غور کرے گا اور کبھی اسلوب میں دلکشی پیدا کرنے کے لیے نئی نئی تراکیب تراشے گا۔فن پارے کی زبان کی درستگی کے لیے لغت کی پابندیوں کا بھی دھیان رکھے گا!اسلوب میں دلکشی پیدا کرنے کی شعوری

کوشش بھی کرے گا۔شعر کے مفہوم کے ابلاغ کا خیال رکھ کر کسی بات کو اس طرح ادا کرنے کی سعی بھی کرے گا کہ سامع تک شاعر کے خیال کی ترسیل ممکن ہوجائے۔شاعر کے غوروفکر کا یہی عمل تنقیدی سرگرمی کے ذیل میں آتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ اہلِ دانش تخلیق کے لمحۂ تولید سے ہی تنقید کا رشتہ جوڑتے ہیں۔

ایسی صورت میں کسی سنجیدہ تخلیق کار کے سامنے نعتیہ ادب میں تنقید کی اہمیت کا ذکر کرنا ایسا ہی ہوگا جیسے مچھلی کے جائے کو تیرنا سکھانے کی کوشش......لیکن میری مجبوری یہ ہے کہ نعتیہ ادب میں تنقید کا سنجیدگی سے اظہار کرنے کا بیڑا میں نے بھی اٹھا رکھا ہے اس لیے مجھ سے یہ سوال بھی کیا جاتا ہے کہ نعتیہ ادب میں تنقید کے کیا معنی ہیں؟ سو میں مختصراً عرض کرنا چاہتا ہوں کہ نعتیہ ادب میں تنقید عام ادب کی تنقید سے زیادہ ضروری، زیادہ اہم اور بہت زیادہ لازمی ہے۔

اردو دنیا میں شاعری کے ثقافتی مظاہر کی بنیاد وقتاً فوقتاً برپا ہونے والے مشاعرے ہیں۔ مشاعروں میں کسی شاعر کو کسی شعر پر بہت زیادہ داد مل جاتی ہے اور کسی شعر پر سامعین خاموش رہتے ہیں۔داد کا سلسلہ شعر کی تفہیم کے حوالے سے ہی کم یا زیادہ ہوتا ہے۔تفہیمِ شعر کا معاملہ بذاتِ خود تنقیدی عمل ہے جو سخن فہمی کے شعور کے ساتھ بے ساختگی سے اپنا اظہار کرواتا ہے۔نعتیہ مشاعروں میں بھی کسی شاعر کو کسی شعر پر بہت داد ملتی ہے اور کسی شعر پر سامعین خاموش رہتے ہیں۔مختلف شعراء کو ملنے والی داد میں کمی بیشی بھی گو کہ شعر کی سماعت کے بعد فوری طور سے ردِعمل کے مظہر کے طور پر سامنے آتی ہے لیکن سامع یا سامعین کا یہ ردِعمل بھی تنقیدی شعور ہی کا غماز ہوتا ہے۔ایسی صورت میں نعت پر تنقید کے نام سے چونکنے والا کوئی شخص اس بات سے انکار نہیں کرسکتا کہ اسے نعتیہ مشاعروں میں بھی بعض اشعار بہت اچھے لگے اور بعض معمولی! کوئی بھی دیانتدار سامع یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس نے ہر شعر پر یکساں پسندیدگی کا اظہار کیا یا ہر شاعر کو یکساں داد دی۔لہٰذا ثابت ہوا کہ جو لوگ نعتیہ ادب میں تنقیدی سرگرمیوں کے قائل نہیں ہیں وہ بھی غیر محسوس طور پر نعتیہ شاعری کی سماعت (یا قراءت) کے وقت کچھ نہ کچھ معیارات ذہن میں رکھ کر ہی اشعار کو سراہتے ہیں۔اچھے اور کم اچھے شعر میں تمیز کر کے ہی کسی شعر کی تحسین کرتے ہیں اور کسی شعر پر سکوت اختیار کرتے ہیں۔وہ جو صائب نے کہا تھا۔

صائب دو چیز می شکند قدرِ شعرا را
تحسین نا شناس و سکوتِ سخن شناس

اس شعر میں بیان کردہ حقیقت کے مظاہرے عام مشاعروں میں بھی سامنے آتے ہیں اور نعتیہ نشستوں میں بھی...... تحسین و سکوت کا یہی مظاہرہ نعتیہ اشعار کی قراءت کے وقت بھی ہوتا ہے۔ چنانچہ غیر محسوس تنقیدی عمل تو نعت کے اشعار کی تخلیق کے مرحلے سے لے کر سماعت اور قراءت کے مرحلوں تک میں ہمیشہ سے جاری ہے۔

ایسی صورت میں صرف تحریری تنقیدی عمل سے گریز کا مشورہ دینے والوں کو اپنے فکری تضاد کا خود جائزہ لینا چاہیئے۔نعتیہ اشعار کی تخلیق، ان کی سماعت یا قراءت کے ہنگام جو تنقیدی عمل غیر محسوس طور پر جاری ہوتا ہے اگر وہی عمل نعتیہ ادب کے مطالعے کے وقت شعوری طور پر اختیار کرلیا جائے تو اس میں کونسی غلط بات ہے؟ اشعار کی پسندیدگی کے محرکات تو ہر مرحلے پر یکساں ہی رہتے ہیں۔البتہ سنجیدہ مطالعے میں اشعار کی پسندیدگی یا ناپسندیدگی کے واضح معیارات اور اصول سامنے لائے جاتے ہیں اور شعر کی تحسین یا عدم تحسین کا منطقی جواز پیش کیا جاتا ہے...... یہ تو ہوئی عمومی بات۔اب آئیے نعت کے حوالے سے اٹھنے والے سنجیدہ سوالوں کی طرف۔

''نعت'' شاعری کی وہ موضوعاتی صنف ہے جس کی حدود ماورائی ہیں۔اس کے لیے شعریت کے اصولوں کو بھی بروئے کار لانا پڑتا ہے اور شریعت کے ابعاد کا بھی خیال رکھنا پڑتا ہے۔نعت میں یا تو حضورِ اکرم ﷺ سے براہِ راست تخاطب ہوتا ہے، کبھی استغاثے کی صورت میں کبھی اظہارِ عشق کے نام پر، یا نعت میں آپ ﷺ کے اوصافِ حمیدہ کا بیان ہوتا ہے۔آپ ﷺ کے فضائل وشمائل کا ذکر ہوتا ہے۔حضورِ اکرم ﷺ سے متعلق افراد، اصحاب، اشیاء، بستیوں اور شہروں کا تذکرہ ہوتا ہے یا اس حقیقت کا اظہار ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی ذاتِ والا صفات سے ہی نبوت کی ابتداء ہوئی اور آپ ﷺ پر ہی نبوت کی انتہا ہوئی۔آپ ﷺ کے معجزات کو بیان میں لا یا جاتا ہے یا آپ ﷺ کے غزوات کا ذکر کیا جاتا ہے۔دین اسلام کی خوبیوں کو اجاگر کیا جاتا ہے تا کہ یہ ظاہر کیا جاسکے کہ آپ ﷺ کی تعلیمات کسی فلسفی کی نظریاتی سطح کی تعلیمات نہیں ہیں بلکہ عملی زندگی کے ہر مرحلے کے لیے رہنمائی کرنے والی ہیں اور سب سے اہم بات یہ کہ حضورِ اکرم ﷺ کی تعلیمات پہلے حضورِ اکرم ﷺ کے عمل میں ڈھلی ہیں تب امت کو ان پر عمل کی دعوت دی گئی ہے تا کہ امت میں قیامت تک پیدا ہونے والا ہر فرد ان تعلیمات کو عملی سانچے میں ڈھالتے ہوئے

اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اسوۂ حسنہ سامنے رکھے!

یہاں نعتیہ شاعری کے تمام موضوعات کا احاطہ نہ تو ممکن ہے نہ ان کا تفصیلی مطالعہ پیش کرنا میرا مقصد ہے۔ میں تو اس نشست میں صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ نعتیہ شاعری کرنے والوں کو پہلے ''شعر'' کی حقیقت سے آگاہ ہونا پڑے گا اور پھر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرت کے صحیح خدوخال کی جان کاری درکار ہوگی۔ اس لیے کوئی شاعر، توسن شاعری کو صرف ''شعور کی رو'' کے میدان میں بے لگام نہیں چھوڑ سکتا۔ نعتیہ موضوع کی نزاکت کے ادراک ہی نے عرفی جیسے قادر الکلام شاعر سے یہ کہلوایا تھا ۔

عرفی مشتاب ایں رہِ نعت است نہ صحراست
آہستہ کہ رہ بر دمِ تیغ است قلم را

اے عرفی جلدی مت کر کہ یہ نعتیہ ادب کی شاہراہ ہے کوئی صحرا نہیں ہے۔ یہاں
تو قلم کو تلوار کی دھار پر چل کر راستہ طے کرنا ہے اس لیے آہستہ چل۔

یہاں اس بات کا اظہار بھی کرتا چلوں کہ نعت گو شعراء کے ہاں جو اس طرح کا عجزِ بیاں ملتا ہے کہ ہم نعت کا حق ادا نہیں کر سکتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مرتبہ صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے وغیرہ وغیرہ...... اشعار تو ہزاروں ہیں لیکن اختصار کی غرض سے غالب ہی کے اس شعر کو دیکھیے وہ کہتا ہے ۔

غالبؔ ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتیم
کآں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمدؐ است

اے غالب! کارِ ثنائے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، اللہ پر چھوڑتے ہیں کہ وہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مرتبہ جانتا ہے...... نعتیہ ادب کی تخلیق میں شاعروں کا یہ عجز ہی دراصل ان کے تنقیدی شعور کا اظہار ہے۔

عربی کا ایک مقولہ ہے جسے حدیث کے طور پر بھی بیان کیا جاتا ہے ''اللہ جمیلٌ و یحب الجمال''۔ اللہ تعالیٰ حسنِ تمام ہے اور حسن ہی کو پسند فرماتا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا تھا۔

''**فیم الجمال یا رسول اللہ!**'' (اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! حسن و جمال کا دارومدار کس چیز پر ہے؟) تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا تھا

''**فی اللسان**'' (زبان پر)! (نقوش رسول نمبر۔ ج ۸، ص ۳۴۷)

اس حدیث سے زبان کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے ایسی صورت میں شاعروں کے لیے یہ بھی لازمی ہوجاتا ہے کہ وہ نعتیہ ادب کی تخلیق کے وقت زبان و بیان میں حسن پیدا کرنے کی کوشش کریں۔زبان کا حسن پیدا کرنے کے لیے زبان کا مزاج جاننا ضروری ہے۔زبان میں جو الفاظ ہوتے ہیں وہ زندہ شخصیتوں کی طرح ہوتے ہیں۔جس طرح انسانی معاشرے میں اچھے اور برے دونوں طرح کے انسان ہوتے ہیں اسی طرح معاشرے میں بولی جانے والی زبانوں میں اچھے اور برے الفاظ ہوتے ہیں۔اس لیے اچھے موضوع کے بیان کے لیے اچھے الفاظ کا چناؤ لازمی ہوجاتا ہے۔یہ تو طے ہے کہ نعت ایک اچھا موضوع ہے۔اس لیے نعت گو شاعر کو خیال کی طہارت، فکر کی نزہت و نظافت، تخیل کی رفعت اور بیان کی عفت کا خیال رکھنا ضروری ہوجاتا ہے۔خیال کی اصابت کے لیے اسے قرآن و احادیث اور آثارِ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ذخیرے سے بھی استفادہ کرنا ہوگا اور تاریخِ اسلام کے مطالعے کی بھی ضرورت ہوگی۔ بیان کی عفت کے لیے لفظوں کی پرکھ کی استعداد پیدا کرنی ہوگی۔نعت میں اپنے احساسات کے اظہار میں تو صرف احساس کی پاکیزگی اور اظہار کی شائستگی ہی درکار ہوگی لیکن نبی علیہ السلام یا آپ ﷺ کی تعلیمات کے حوالے سے جو بات بھی کی جائے گی اس کے لیے سند درکار ہوگی۔ظاہر ہے یہ سند بغیر کاوش کے شاعر کے علم میں نہیں آسکتی ہے۔

فرمانِ نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہے کہ ''جس نے میرے متعلق قصداً جھوٹ بات کہی تو وہ جہنم میں اپنا ٹھکانہ بنالے''

اتنی سخت حدیث کی موجودگی میں کون صحیح العقیدہ مسلمان ایسا ہوگا جو اپنی من مانی بات کو حضورِ اکرم ﷺ سے منسوب کرنے کی جسارت کرے؟

اب آئیے ذرا دیکھیں کہ تنقید کیا ہے؟

ڈاکٹر سید عبداللہ تنقید نگاری کا مقصد اصلی ہی ادب کی قدر شناسی Evaluation قرار دیتے ہیں جو دو بنیادوں پر ہوتی ہے (۱) بربنائے حسن اور (۲) بربنائے افادہ۔

یعنی تنقیدی عمل کی بنیاد ''ادب'' کی تفہیم اور اس تفہیم کے اظہار پر قائم ہے۔

<u>عربی</u>: عربی لغات میں نَقَدَ، نَقْداً و تَنْقَادًا کے معانی ہیں سکّوں (دراہم) کو پرکھنا۔کھوٹے کھرے

کو جانچنا۔ نَقْدًا و انتقادًا ۔ الدَّرَاهِمَ۔

<u>فارسی:</u> فارسی لغات میں "انتقاد" کا مطلب ہے ۱۔ نقد لینا (۲) بھوسے سے دانے جدا کرنا، غلہ صاف کرنا۔ (۳) پرکھنا (۴) تنقید کرنا۔

<u>انگریزی:</u> انگریزی میں تنقید یا انتقاد کے لیے CRITICISM کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

Fallon's اردو انگریزی ڈکشنری میں لکھا ہے:

Criticism, n : critical examination دقیقہ شناسی۔ دقیقہ سنجی۔ حسن و قبح کی دریافت۔ [تبصرہ۔ نقد۔ تنقیدی مضمون۔ نکتہ چینی۔ انتقاد]۔۔ نکتہ چینی۔ حرف گیری۔ خردہ گیری۔ کسی کتاب کا سختی کے ساتھ عیب نکالنا یا بتانا۔

پینگوین انگریزی ڈکشنری میں تحریر ہے:

Criticism [kRitisizm] n art or process of judging merits of artistic or literary work; analysis or review of such work; principles guiding critic's method; expression of unfavourable opinion, pointing out of faults.

Critic [kRitik] n expert judge of literary or artistic merit; professional reviewer of books, drama etc; one expert in study of manuscripts and texts; severe judge, fault.finder.

ڈاکٹر سید عبداللہ لکھتے ہے:

"عربی میں نقد یا انتقاد کے بنیادی معنی کھوٹا کھرا پرکھنا ہے۔ یونانی زبان میں rinein کا مطلب ہے: "To Judge or to discern"۔

انگریزی کتابوں، لغات اور دائرۃ المعارف کے مطالعے سے ڈاکٹر سید عبداللہ نے مندرجہ ذیل نکات اخذ کیے ہیں:

☆ تنقید کامل بصیرت و علم کے ساتھ، موزوں و مناسب طریقے سے، کسی ادب پارے یا فن پارے کے محاسن و معائب کی قدر شناسی یا اس کے بارے میں "حکم لگانا" [فیصلہ صادر کرنا] ہے۔ Webster, New International, 2nd ed :

☆ آئی۔اے۔رچرڈز کا خیال ہے کہ تنقید کا کام کسی مصنف کے کام کا تجزیہ،اس کی مدلل توضیح اور بالآخر اس کی جمالیاتی قدروں کے بارے میں فیصلہ صادر کرنا ہے۔

☆تنقید فکر کا وہ شعبہ ہے جو یا تو یہ دریافت کرتا ہے کہ ''شاعری کیا ہے؟''اس کے فوائد و وظائف کیا ہیں؟ یہ کن خواہشات کی تسکین کرتی ہے؟ شاعر شاعری کیوں کرتا ہے؟ اور لوگ اسے کیوں پڑھتے ہیں؟۔۔۔ یا پھر یہ اندازہ لگاتا ہے کہ کوئی شاعری یا نظم اچھی ہے یا بری ہے۔(ٹی ایس ایلیٹ)

<u>اردو:</u>اردو لغات میں''تنقید''(فت ت،سک ن،ی مع) کے معانی ہیں: (i) ایسی رائے جو برے بھلے یا صحیح اور غلط کی تمیز کرا دے، پرکھ، چھان بین،کھوٹا کھرا جانچنا۔

نیاز فتح پوری لکھتے ہیں:

''ادبیات کے مطالعے کے سلسلے میں سب سے زیادہ اہم چیز جو نہ صرف اپنے ذوق کی تسکین بلکہ دوسروں کے نتائج فکر کی قیمت کا اندازہ کرنے کے لیے بھی ازبس ضروری ہے۔اصولاً اس فن کو جاننا ہے جسے انگریزی میں CRITICISM کہتے ہیں اس کا ماخذ یونانی لفظ ہے، جس کے معنی فیصلہ کرنے کے ہیں۔اردو میں عام طور پر اس کا ترجمہ تنقید کیا جاتا ہے،لیکن زیادہ صحیح لفظ نقد یا انتقاد ہے جس کا مفہوم پرکھنا یا جانچنا ہے اور ہر وہ شخص جو یہ خدمت انجام دیتا ہے اسے نقاد کہتے ہیں''۔

حامد اللہ افسر رقم طراز ہیں:

''لفظ تنقید عربی صرف ونحو کے اعتبار سے صحیح نہیں،اس کی جگہ نقد یا انتقاد ہونا چاہیئے۔لیکن اردو میں اب یہ لفظ اس قدر رائج ہوگیا ہے کہ اس کی جگہ دوسرے لفظ کا استعمال مناسب نہ ہوگا۔جہاں تک اردو زبان کا تعلق ہے اسے صحیح سمجھنا چاہیئے''۔

ڈاکٹر سجاد باقر رضوی تنقید کے منصب پر اس طرح اظہار خیال کرتے ہیں:

''تنقید کے مختلف منصب بتائے گئے ہیں۔تحسین،تشریح،حسن و قبح کی توضیح،تجزیہ،فن پارے کی قدر کا تعین وغیرہ۔مگر تنقید کا سب سے مفید کام یہ ہے کہ وہ زندگی کو زیادہ سے زیادہ تخلیقی بنانے کے متعلق سوال اٹھاتی ہے''۔

سیدوقارعظیم رقم طراز ہیں:

''تنقید، اچھائی برائی جانچ پرکھ کی ایسی کسوٹی ہے جس میں اصول وضابطے بھی کام کرتے ہیں اور ذاتی پسند اور ناپسندیدگی بھی'' ۔

مولوی نجم الغنی، رامپوری نے اپنی معرکتہ الآراتصنیف ''بحرالفصاحت'' میں جہاں شعری اصناف کو ہیئت کے اعتبار سے غزل، قصیدہ، مثنوی وغیرہ کی صورت میں تقسیم کرکے بیان کیا ہے وہیں شعر کے معنوی اوصاف کے حوالے سے بھی اصنافِ شعر کا ذکر کیا ہے ۔شعر کے معنوی جمال کی یہ تفصیل دیکھ کر ہی اندازہ ہوتا ہے کہ مسلمانوں نے شاعری کو کن کن زاویوں سے پرکھا ہے اور کس عرق ریزی سے اس کے صوری ومعنوی حسن کو اجاگر کر کے، شعر کی ہر معنوی سطح کو ایک نام دیا ہے ۔مثلاً

(ا) شعر مطبوع: ایسا شعر جو پسندیدہ وزن میں بنایا جائے جیسے مومن کا شعر

دفن جب خاک میں ہم سوختہ ساماں ہوں گے
فلس ماہی کے، گل شمع شبستاں ہوں گے!

(۲) نامطبوع: جس کا وزن ثقیل ہو جیسے:

عجب نشاط سے جلاد کے چلے ہیں ہم آگے
کہ اپنے سائے سے سر پاؤں سے ہے دوقدم آگے
(غالبؔ)

(۳) ملائم: ایسا شعر جس کے الفاظ آسان اور شیریں اور دل پسند ہوں، جیسے

نزاکت اس گل رعنا کی دیکھ اے انشاؔ
نسیم صبح جو چھو جائے رنگ ہو میلا!

(۴) متنافر، ملائم کی ضد، جیسے (منیرؔ)

ترے عہد میں ہیں معطل بتوں کے
سہام جفون و سیوف حواجب

(۵) ایسا شعر جس کے لطائف ومعانی سمجھنا آسان ہو جیسے میرتقی میرؔ

آکے سجادہ نشیں قیس ہوا میرے بعد

نہ رہی دشت میں خالی مری جا میرے بعد

(۶)سہل شعر کی ضد منعتف (سیدھے ہاتھ سے پھر جانے والی) کہلاتی ہے، جیسے غالبؔ

شمار سبحہ مرغوب بت مشکل پسند آیا

تماشائے بیک کف بردن صد دل پسند آیا

(۷)سہل ممتنع: لغت میں سہل آسان کے معنی میں ہے اور ممتنع دشوار کے معنی میں۔ اصطلاح میں ایسے شعر کو کہتے ہیں جس کی مثال بنانا دشوار ہو، اگرچہ بظاہر سہل معلوم ہوتا ہے، جیسے بقاؔ

دیکھ آئینہ جو کہتا ہے کہ اللہ رے میں

اس کا میں چاہنے والا ہوں بقا، واہ رے میں

(۸)جزل: لغت میں تمام اور بڑے کو کہتے ہیں۔ اصطلاح میں ایسے شعر کا نام ہے جس میں الفاظ عمدہ اور زوردار ہوں، ان کی نشست مضبوط ہو۔ معانی عالی اور متین ہوں۔ پھس پھسے الفاظ اور پھسپنڈی بندش سے پاک ہو۔ لفظاً اور معناً اس میں کسی طرح کا نقصان متصور نہو، جیسے غالبؔ

کہوں کس سے میں کہ کیا ہے؟ شبِ غم بری بلا ہے

مجھے کیا برا تھا مرنا، اگر ایک بار ہوتا!

(۹)مرتجل: ارتجالاً بلا سوچے سمجھے فی البدیہہ شعر بنانا جیسے ناسخ نے ایک مصرعہ کہا

ع ہے چشم نیم باز، عجب خواب ناز ہے

اور دوسرے مصرعے کی فکر میں تھے کہ خواجہ وزیر آگئے۔ خاموشی کا سبب پوچھا۔ ناسخ نے مصرعہ پڑھا تو انہوں نے فی البدیہہ مصرعہ کہدیا

ع فتنہ تو سو رہا ہے، درِ فتنہ باز ہے

(۱۰)فکری: یعنی وہ شعر جو غور و فکر کے بعد بنایا جائے۔ یہ مرتجل کی ضد ہے۔

اس سے ہمیں یہ اندازہ ہو جاتا ہے کہ تنقید ہی دراصل کسی تحریر کے حسنِ معنوی اور جمالِ صوتی کی پرکھ کا نام ہے۔ حسن کے ساتھ ہی اگر کسی شاعری میں کچھ معنوی یا صوتی نقائص رہ گئے ہوں تو ان کی نشاندہی بھی تنقید ہی کے ذیل میں آتی ہے۔

نعت چونکہ شعرِ عقیدت کی شکل میں موزوں ہو کر صورت پذیر ہوتی ہے اس لیے اس

شعری ذخیرے کو تنقید سے بالا قرار دینے کا مطلب ہے کہ اس شعری چمن کی تہذیب کا عمل روک کر اسے خزاں کے بے رحم ہاتھوں میں دیدیا جائے۔

موضوع بہت بڑا ہے اور وقت بہت کم اس لیے صرف اشارۃً عرض کیے دیتا ہوں کہ اللہ رب العزت نے شاعری کے حوالے سے واضح فرمادیا کہ یہ علم اس نے اپنے محبوب، نبی علیہ السلام کو قطعی نہیں دیا کیوں کہ یہ شعری فن آپ ﷺ کے شایانِ شان نہیں تھا۔

''وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ؕ'' اور نہیں سکھائی ہم نے اس نبی (ﷺ) کو شاعری اور نہیں تھی اس کے شایانِ شان یہ چیز''۔

نری شاعری کے بارے میں بھی اللہ رب العزت نے کوئی دل خوش کن رائے نہیں دی بلکہ فرمایا:

''وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ۝ وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّ انْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ؕ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ۝

اور رہے شعراء تو چلا کرتے ہیں ان کے پیچھے بہکے ہوئے لوگ ۝ کیا نہیں دیکھتے ہو تم کہ وہ ہر وادی میں بھٹکتے ہیں ۝ اور بلا شبہ وہ کہتے ہیں ایسی باتیں جو کرتے نہیں ۝ مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور کیے انہوں نے نیک عمل اور ذکر کیا اللہ کا کثرت سے اور بدلہ لیا انہوں نے اس کے بعد کہ زیادتی کی گئی ان پر اور عنقریب معلوم ہو جائے گا ان لوگوں کو جنہوں نے زیادتی کی کہ کس انجام سے وہ دوچار ہوتے ہیں''۔

سورۃ العصر میں تمام بنی نوعِ انسان کو خسارے میں بتایا گیا تھا اس کے بعد چار شرطوں کے پورا کرنے والے انسانوں کو خسارے سے محفوظ قرار دیا گیا۔ بعینہٖ اسی طرح شعراء کی پوری برادری کو ایسا ظاہر کیا گیا جس کے پیچھے چلنے والے لوگ سب گمراہ ہیں (اور خود شعراء بدرجہء اولیٰ گمراہ ہیں)۔ پھر سورۃ والعصر کا اسلوب برقرار رکھتے ہوئے ایسے شعراء کو مستثنیٰ کیا گیا جو ایمان لا کر اعمالِ صالحہ کے عملی مظاہرے کریں۔ لیکن سورۃ الشعراء میں موقع کی مناسبت سے جو تیسری شرط رکھی گئی وہ اللہ کے ذکر کی کثرت ہے۔ کیوں کہ شعراء اپنے کلام میں جس قدر بھی اللہ کا ذکر کریں گے،

وہ دین کی تبلیغ واشاعت کا ذریعہ بنے گا۔(حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے تفسیری حاشیے میں ''وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا'' کی تشریح میں ''فی الشعر'' کے الفاظ ہی لکھے ہیں)۔چوتھی شرط یہ لگائی کہ دنیائے کفر کی جانب سے جو ہرزہ سرائی اسلام اور پیغمبرِ اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے حوالے سے کی جائے،اس کا بدلہ لیتے ہیں۔سید ابولاعلیٰ مودودی نے ظلم کے لیے بدلہ لینے کے ذکر سے مملو آیت کا ترجمہ اس طرح کیا ہے:......''اور جب ان پر ظلم کیا گیا تو صرف بدلہ لے لیا''۔

اس سے ظاہر ہوا کہ بدلہ لیتے وقت بھی اعتدال کا خیال رکھنے کا حکم دیا گیا ہے، یہاں بھی مبالغہ آمیز جواب کی راہ مسدود کر دی گئی ہے۔

سورۃ العصر کا خطاب پوری بنی نوعِ انسان سے تھا اور سورۃ الشعراء کی مذکورہ آیات میں شاعروں کی پوری برادری کو مخاطب کیا گیا ہے۔دونوں مواقع پر اسلوب کی یکسانیت اس بات کی غماز ہے کہ ایمان، اعمالِ صالحہ، تواصی بالحق اور تواصی بالصبر کی جو اہمیت بنی نوعِ انسان کے لیے ہے۔انسانی معاشرے کے لیے ''شاعروں'' کے افعال یعنی ان کے اشعار کی اہمیت ویسی ہی ہے۔

یہ بات بھی مشہور ہے کہ جب سورۂ شعراء کی محولہ بالا آیات نازل ہوئیں تو ان میں استثنائی آیات نہیں تھیں، اس پر عبداللہ بن رواحہؓ، کعبؓ بن مالک اور حسانؓ بن ثابت حضور اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض پرداز ہوئے:''یارسول اللہ! اللہ نے یہ آیت نازل کی ہے اور وہ جانتا ہے کہ ہم شاعر ہیں، اب ہم تو غارت ہو گئے۔اس پر اللہ نے آیت ''اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا...نازل فرمائی۔رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو طلب فرمایا اور یہ آیات پڑھ کر سنائیں''۔

شعراء کی رہنمائی کے ساتھ ساتھ اللہ رب العزت نے اسلامی معاشرے کے ہر فرد کو اس بات کا مکلف بنایا کہ وہ نبی علیہ السلام کی رفعتِ شان کا لحاظ کرتے ہوئے، آپ ﷺ سے تخاطب کے آداب کا خیال رکھے۔ارشاد ہوا :

''يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا
بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ○
اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ
قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ط لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ○ اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ

وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ O

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو نہ بلند کرو اپنی آوازیں او پر نبی کی آواز کے اور نہ اونچی کرو اپنی آواز اس کے سامنے بات کرتے وقت جیسے اونچی آواز میں بولتے ہو تم ایک دوسرے سے، کہیں ایسا نہ ہو کہ غارت ہو جائیں تمہارے اعمال اور تمہیں خبر بھی نہ ہو O بلا شبہ وہ لوگ جو پست رکھتے ہیں اپنی آواز رسول اللہ کے حضور، یہی لوگ ہیں جن کے دلوں کو جانچ لیا ہے اللہ نے تقویٰ کے لیے ان کے لیے ہے مغفرت اور اجرِ عظیم O درحقیقت وہ لوگ جو پکارتے ہیں تمہیں حجروں کے باہر سے ان میں سے اکثر بے عقل ہیں O

ذو معنی الفاظ کے استعمال کی ممانعت اس طرح فرمائی:

"یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْ لَاتَقُوْلُوْ رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَ اسْمَعُوْا... اے لوگو جو ایمان لائے ہو، راعنا نہ مت کہا کرو، بلکہ اُنظُرْ نَا کہو، اور توجہ سے بات کو سنو!

شعراء کی رہنمائی کے لیے، قرآنِ کریم کی بہت سی آیات سے استنباط کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اس وقت یہ ممکن نہیں ہے کہ تفصیلی مطالعہ پیش کیا جائے۔اس لیے چند احادیث نبوی کا اجمالاً جائزہ لیتے ہیں کہ شعراء کے لیے حضورِ اکرم ﷺ کے اسوۂ حسنہ میں کیا رہنما اصول ملتے ہیں؟

قرآنِ کریم میں جو کچھ فرمایا گیا وہ نظری (Theoretical) ہے۔قرآنِ کریم میں دیئے گئے احکامات اور منشائے رب کی عملی تفسیر حضورِ اکرم ﷺ کے عمل (حضور ﷺ کا ذاتی فعل یا دعوتِ عمل اور اسلامی معاشرے کی تشکیل میں آپ ﷺ کی عملی رہنمائی)، قول (حضورِ اکرم ﷺ کی ملفوظی حدیث) اور تقریر (کسی معاملے کو ملاحظہ فرما کر کوئی حکم صادر فرمانے کے بجائے حضورِ اکرم ﷺ کا سکوت اختیار کر لینا) سے ہوتی ہے۔اس لیے شعر و شاعری اور شعراء کے ساتھ حضورِ اکرم کے رویئے کو دیکھ کر ہی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اسلامی معاشرے میں کس قسم کی شاعری پسندیدہ ہے اور کس قسم کی شاعری کو ناپسند فرمایا گیا ہے۔

قرآنِ کریم میں شعر و شاعری اور شعراء کے لیے حزم و احتیاط کے جو اصول لفظوں میں بیان کیے گئے ہیں، اللہ کے نبی جنابِ رسالت مآب ﷺ نے عملی طور پر ان اصولوں کی نگہداری کا

مظاہرہ فرما کر دنیائے اسلام میں شعر و شاعری کے آفاقی اصولوں کو نقش کالحجر کر دیا ہے۔

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری رحمۃ اللہ علیہ نے مشکوٰۃ شریف میں کچھ احادیث ''بَابُ الْبَیَانِ وَالشِّعْرِ'' (بیان اور شعر کا بیان) کے تحت جمع کی ہیں۔ ہم ان احادیث سے استفادہ کرتے ہوئے کچھ یہاں نقل کرتے ہیں:

۱۔ ''قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْرً (رواہ البخاری)

۲۔ وَعَنْ اُبَیِّ بِنْ کَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِکْمَۃً (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

۳۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھَلَکَ الْمُتَنَطِّعُوْنَ قَالَھَا ثَلَاثًا (رواہ مسلم)

۴۔ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمُؤْمِنَ یُجَاھِدُ بِسَیْفِہٖ وَلِسَانِہٖ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَکَاَنَّمَا تَرْمُوْنَھُمْ بِہٖ نَضْحُ النَّبْلِ (رواہ فی شرح السنۃ)

۱۔ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا بعض بیان سحر ہوتا ہے''۔

۲۔ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بعض اشعار حکمت ہوتے ہیں۔

۳۔ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کلام میں مبالغہ کرنے والے ہلاک ہو گئے یہ کلمات تین مرتبہ فرمائے۔ روایت کیا اس کو مسلم نے۔

۴۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا مومن شخص کفار کے ساتھ اپنی تلوار اور زبان کے ساتھ جہاد کرتا ہے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم کفار کو شعر اس طرح مارتے ہو جس طرح تیر مارا جاتا ہے۔ (روایت کیا اس کو شرح السنۃ میں)

حکمت کی باتوں کی شعروں میں موجودگی کو جناب رسالت مآب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خوب سراہا ہے۔ اس کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

عنترۃ بن شداد العبسی کا ایک شعر آپ نے سماعت فرمایا۔

وَلَقَدْ اَبِيْتُ عَلَى الطَّوَى وَاَظَلُّهٗ
حَتّٰى اَنَالَ بِهٖ كَرِيْمَ الْمَاكَل

میں دن بھر بھوکوں گزارتا لیتا ہوں اور رات بھی، کھانا اس وقت کھاتا ہوں جب عزت کی روٹی ملے۔

اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسا کوئی بدوی نہیں ہے جس کے اوصاف میرے سامنے بیان کیے گئے ہوں اور مجھے اس کے دیکھنے کی خواہش ہوئی ہو، سوا عنترہ کے"۔

حضرت کعب بن زُہیر رضی اللہ عنہ نے حضورِ اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک قصیدہ پیش کیا۔ وہ مدحیہ قصید"بانت سعادُ" اور قصیدۂ بردہ کے نام سے مشہور ہے۔اس قصیدے میں جب یہ شعر آیا تو حضورِ اکرم ﷺ نے اس میں اصلاح فرمائی اور شاعر کو اپنی چادر عطا فرمادی:

"ان الرسول لنور يستضاء به
وصارم من سيوف الهند مسلول"

"رسول اللہ (ﷺ) ایک نور ہیں جن سے اجالا حاصل کیا جاتا ہے، اور وہ نور ایک مضبوط فولاد کی بے نیام تلوار کے مانند ہے"۔

شاعر نے "سیوف الھند" کہا تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "سیوف اللہ" کہو۔اس واقعے کو علامہ اقبال نے مثنوی رموزِ بیخودی میں نظم کیا ہے:

پیشِ پیغمبرؐ چو کعبؓ پاک زاد
ہدیہ آورد از "بانت" سعاد
در ثنائش گوہرِ شب تاب سفت
سیف مسلول از "سیوف الهند" گفت
آںؐ مقامش بر تر از چرخِ بلند
نامدش نسبت باقلیمے پسند
گفت "سیفِ من سیوف اللہ" گو
حق پرستی، جز براہِ حق مپو

(ایک پاک فطرت حضرت کعبؓ نے حضور اکرم ﷺ کی شان میں "بانت سعادُ" کے عنوان سے قصیدہ پیش کیا۔اس قصیدے میں گویا الفاظ کے موتی رولے تھے۔ایک جگہ آپ ﷺ کو ہندی تلواروں میں سے برہنہ تلوار کی تشبیہ دی تو آپ ﷺ نے، جن کا رتبہ

آسمانوں سے بھی بلند ہے، کسی ملک سے اپنی نسبت کو پسند نہیں فرمایا۔ انہیں اصلاح دیتے ہوئے فرمایا کہ "سیف من سیوف اللہ" کہو۔ تم حق پرست ہو، سوائے حق پر چلنے کے دوسری راہ اختیار مت کرو)۔

ایسے تمام اشعار جو حضورِ اکرم ﷺ کے سامنے پڑھے گئے اور آپ نے انہیں سراہا یا ان کے اسالیب و مفاہیم کے بارے میں عدم اطمینان کا اظہار نہیں فرمایا ان تمام اشعار کے مافیہ (content) اور طریق اظہار کو دیکھ کر بھی شعر گوئی کے لیے رہنمائی حاصل کی جا سکتی ہے۔ حضرتِ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ حضورِ اکرم ﷺ کے درباری شاعر تھے۔ انہوں نے حضورِ اکرم ﷺ کی پسندیدگی کا خیال کر کے ہی شعراء کی رہنمائی کے لیے یہ فرمایا تھا۔

وان احسن بیتٍ انت قائله
بیت یقال اذا انشدته صدقا

(اور بے شک سب سے اچھا شعر جو تم کہو وہ ہے کہ جب وہ پڑھا جائے تو
لوگ کہیں سچ کہا) (حقیقت اور سراب۔ ص ۷۷)

اس شعر کے آئینے میں شعراء جب اپنا کلام دیکھیں گے اور نقادانِ ادب کسی شعر کے مافیہ کو پرکھیں گے تو وہ عمل یقیناً ایسا تنقیدی عمل ہوگا جس کے لیے تحسین کا سلسلہ دنیا سے عقبیٰ تک پھیلا ہوا دکھائی دے گا!

شعر گوئی کی صلاحیت کو محض حظِ نفس کے لیے استعمال کرنے والوں کو حضورِ اکرم کا وہ تبصرہ نہیں بھولنا چاہیے جو آپ ﷺ نے امراء القیس کے کلام پر کیا تھا۔ آپ ﷺ نے اس کا کلام سن کر فرمایا تھا "اشعر الشعراء و قائدہم الی النار" (وہ شاعروں کا سرتاج تو ہے ہی لیکن جہنم کے مرحلے میں ان سب کا سپہ سالار بھی ہے)۔

اور حرفِ آخر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضورِ پرنور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر درود بھیجنے کا جو حکم سورۃ احزاب کی آیت ۵۶ میں دیا ہے:

"اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○

(بلاشبہ اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی پر، اے لوگو جو ایمان لائے ہو درود بھیجو ان پر اور

خوب سلام بھیجا کرو)۔ تو اس حکم کی کی بجا آوری کے ذیل میں نعتیہ شاعری بھی آتی ہے کہ یہ بھی حضورِ اکرم ﷺ پر درود بھیجنے ہی کی ایک شکل ہے۔

جب عام شاعری کے بارے میں ہم شعراء کو یہ کہتے سنتے ہیں کہ:

'شاعری تمام علم انسانی کی جان اور اس کی لطیف ترین روح ہے۔ شاعری جذبات کی وہ پرجوش علامت ہے جو تمام علم وحکمت کے چہرے میں نمایاں ہوتی ہے'۔ (ورڈس ورتھ) ت

تو کیا نعتیہ شاعری کے حوالے سے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ شاعری علم ِانسانی سے کوئی مختلف شے ہے؟...... ظاہر ہے اگر عام شاعری علمِ انسانی کی جان ہے تو نعتیہ شاعری تو علم وعرفان و آگہی کی جان کی بھی جان ہے۔ ایسی صورت میں نعتیہ شاعری کے تخلیقی لمحے اور تحسینی ساعت کو تنقیدی شعور سے بے بہرہ کیسے رکھا جاسکتا ہے؟

تو صاحبو! قرآنِ کریم کی آیات اور رسول اللہ ﷺ کی اصلاحات اور آپ کے پسندیدہ اشعار کی خواندگی کی روشنی میں بلاخوفِ تردید کہا جاسکتا ہے کہ نعتیہ ادب میں تنقید انتہائی درجہ ضروری ہے۔ اس کی اہمیت کے لیے یہی کہہ دینا کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی جناب میں لب کشائی کے آداب بھی سکھائے ہیں اور ذو معنی الفاظ کے استعمال کی ممانعت بھی فرمائی ہے اور خود جنابِ رسالت مآب ﷺ نے اشعار سماعت بھی فرمائے ہیں اور اصلاح بھی دی ہے۔

حضور نبیِ کریم ﷺ نے کفارِ قریش کے ہجویہ اشعار کے جواب کے لیے کئی شاعروں میں سے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا انتخاب فرمایا تھا۔ یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ کی مدح اور آپ کے خلاف ہونے والے مذموم پروپیگنڈے کا جواب دینے کے لیے اعلیٰ شعری صلاحیتیں رکھنے والے شعراء ہی کی ضرورت تھی۔ عرب معاشرہ جس میں تقریباً ہر فرد کی طبیعت شعر گوئی کی طرف مائل تھی اور عربوں کو اپنی زبان دانی پر ناز بھی تھا۔ اس معاشرے کے شعراء میں سے بھی حسان بن ثابت کا انتخاب ہونا قیامت تک آنے والے شعراء کے لیے گویا ایک پیغام ہے۔ وہ پیغام یہ ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ کی عظمتوں، رفعتوں، تعلیمات اور فضائل ومناقب کے بیان کے لیے مضبوط، قادر الکلام اور زباندانی میں طاق شعراء ہی کی ضرورت ہے۔

یہ اہم، نازک اور انتہائی درجہ حساس کام صرف تخلیقی سطح پر طبیعت کی موزونیت ہی کے

بل بوتے پر نہیں ہوسکتا ہے اس کے لیے تنقیدی شعور کی ضرورت ہے۔ چاہے یہ تنقیدی شعور شاعر کی ذات سے ظاہر ہو یا نقاد کے وجودِ مسعود سے!

ہمارے معاشرے میں راست گوئی کی قدروں کے زوال کے باعث، جہاں اور شعبوں میں رواداری نے راہ پائی ہے وہیں نعتیہ کتب کی تقریظ، دیباچہ یا مقدمہ لکھنے والوں کے ہاں بھی شاعر کی شخصیت سے مرعوبیت اور مروت کے آثار جھلکنے لگے ہیں۔ دیکھا گیا ہے کہ مقدمہ نگاروں نے کلام کے معنوی حسن اور بیان کی جمال افروزی کو دیکھے بغیر صرف موضوع کی رفعتوں کا خیال کر کے بات کی ہے اور کوئی مقدمہ، تقریظ یا دیباچہ لکھ دیا ہے۔ میں نے ایسی چند کتب کا تذکرہ اپنے تحقیقی مقالے میں کر دیا ہے۔

اس ضمن میں ایک واقعہ یاد آیا۔ راقم الحروف نے دو کتابوں ''تیری شان جل جلالہٗ'' اور ''سبز گنبد کے خیالوں میں'' پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا تھا:

> ''ہمارا عہد سہل انگاری کے فروغ کا عہد ہے۔ اس عہد میں فنی ریاضت اور موضوع کی تقدیس کے حوالے سے احتیاط آمیز محنت مفقود ہوتی جا رہی ہے۔ پھر ظلم یہ ہے کہ جب کسی نا پختہ شاعر کا کلام طباعت کے مراحل سے گزرنے لگتا ہے تو شعر و ادب کی دنیا کے بزرگ غالباً تالیفِ قلب کی خاطر اس کتاب پر کچھ تحسین آمیز کلمات ضرور ہی لکھ دیتے ہیں۔ اہلِ علم کی اس روش سے نوجوان شعراء کے دل تو بڑھ جاتے ہیں لیکن شاعری میں شعور فن کے آثار پیدا ہونے کے امکانات کوسوں دور جا پڑتے ہیں۔ ہوسکتا ہے یہ حمدیہ و نعتیہ غزلیں شاعر نے بحر کے بجائے لہر میں لکھی ہوں لیکن ان دونوں کتابوں پر رائے دینے والوں نے شاعر کو طباعتِ کتب کے ضمن میں عجلت پسندی کے رویئے سے باز رکھنے کی نصیحت کیوں نہیں کی؟ یہ بات میرے لیے ایک معمہ ہے!!!''۔ (نعت رنگ شمارہ ۹، ص ۱۹۱)

بعد ازاں، میرا تبصرہ پڑھ کر صاحبِ کتاب نے تبصرے والا صفحہ پھاڑ کر مدیرِ نعت رنگ (صبیح رحمانی) کو واپس بھجوا دیا تھا۔ یہ واقعہ میرے لیے عبرت کا باعث بنا۔

یہ چند باتیں عرض کرنے کے بعد میری خواہش ہے کہ آپ حضرات کو ایسے اشعار کی ایک جھلک بھی دکھا دوں جن کی نعتیہ ادب میں موجودگی خود آپ کو بھی کھٹکے گی! یہاں شعراء کے

نام حذف کیے جارہے ہیں کیوں کہ صرف اصلاح کی جانب اشارے کرنا مقصود ہے۔

قرآنِ معظم کی قسم کچھ نہیں لکھتے
جز اسمِ نبیؐ لوح و قلم کچھ نہیں لکھتے
مشورہ تخلیق عالم کے لیے درکار تھا
کیوں نہ ہوتے عرش پر مہماں چراغِ عالمیں

ان دونوں اشعار پر معروضی انداز سے غور کریں تو دونوں اشعار کا نفس مضمون نعتیہ شاعری کے موضوعاتی منظر نامے پر کچھ بدنما داغ کی طرح ابھرتا ہے۔ پہلے شعر میں قرآن کریم کی قسم کھا کر حصر کے ساتھ یہ کہنا کہ لوح وقلم ''نبیؐ کے نام کے علاوہ'' کچھ نہیں لکھتے، حقیقت کے بالکل برعکس ہے۔ پھر لکھنے کا کام قلم کے ساتھ ساتھ لوح (تختی) کو بھی سونپ کر، شاعر نے اپنے علم، مشاہدے اور شعر گوئی کے منہاج کا خود ہی پول کھول دیا ہے۔

اب ذرا قرآنِ کریم کی سورۃ ''القلم'' کی پہلی آیت دیکھئے:

''نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ (۱)'' [قسم ہے قلم کی اور جو کچھ وہ لکھتے ہیں]

اس آیت کے ترجمے سے ظاہر ہوتا ہے کہ قلم کی تحریر کا دائرہ بڑا وسیع ہے۔ پیر محمد کرم شاہ الازہری نے لکھا ہے:

''قلم، تفصیل کا مرتبہ ہے۔ واؤ قسم ہے۔ القلم سے بعض حضرات نے وہ قلم مراد لیا ہے جس نے امرِ الٰہی سے تقادیرِ عالم کو لوحِ محفوظ میں تحریر کیا...... قلم، ایک ایسا آلہ ہے جو زمان و مکان کی مسافتوں کو تسلیم نہیں کرتا۔ وہ گزشتہ صدیوں کے علوم وفنون سے حال و مستقبل کو روشن کرتا ہے اور دور دراز علاقوں میں پیدا ہونے والے اولوالعزم حکماء وفضلا کے افکار و نظریات کو دنیا کے گوشہ گوشہ تک پہنچاتا ہے''۔

اس تفصیل سے یہ بات تو صاف ہوگئی کہ شاعر نے بڑے بھول پن سے ایک ایسی بات کی قسم کھالی جو مبنی برحقیقت نہیں تھی۔ مزید برآں ''لوح'' [تختی] کو بھی ردیف (کچھ نہیں لکھتے) کی شعر میں بنت کے باعث لکھنے کے وظیفے میں شامل کرلیا۔ اس طرح یہ شعر قرآن کی تعلیمات کے خلاف تو ہے ہی، زندگی کے عام مشاہدات کے خلاف بھی جا پڑا۔

دوسرا شعر جس میں شاعر نے بڑی سادگی سے اس بات کا اعلان کیا ہے کہ ’’اللہ رب العزت کو [نعوذ باللہ] تخلیق عالم کے لیے مشورہ درکا تھا اس لیے چراغ ِعالمیں جنابِ محمد مصطفیٰ ﷺ عرش پر مہمان ہوئے‘‘...... اپنے مافیہ کی غیر فطری اور حقیقت گریز حیثیت کا احساس دلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو اپنے بندے اور رسول سید الکونین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو اپنی نشانیاں دکھانے کے لیے بلایا تھا۔اللہ تعالیٰ تخلیقِ عالم کے لیے مشورے کا قطعی محتاج نہیں ہے۔قرآنِ کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

’’سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰ یٰتِنَا ط

[ہر عیب سے] پاک ہے وہ ذات جس نے سیر کرائی اپنے بندے کو رات کے قلیل حصہ میں، مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک، بابرکت بنادیا ہم نے جس کے گردونواح کو تاکہ دکھائیں اپنے بندے کو اپنی قدرت کی نشانیاں‘‘۔

ایک اور شاعر نے عروضی پابندیوں، اوزان وبحور کی حدبندیوں اور مفہوم کی درستگی کا خیال کیے بغیر اپنے اشعار میں حضورِ اکرم کے القاب کو اشعار کی ردیف بنانے کی کوشش کی اور اس طرح کے اشعار کہہ دیئے:

آپؐ کے حسنِ کرم سے سرشار
ہر گل و خار محب الفقراء
ان پہ قربان ہو میرا ایمان و دیں اللّٰھم صلِ علیٰ محمدٍ
جن سے وابستہ ہے جلوہٴ آفریں اللّٰھم صلِ علیٰ محمدٍ
شافع روز حشر راحت العاشقیں اللّٰھم صلِ علیٰ محمدٍ
حسنِ عین الیقیں حاجت شائقیں اللّٰھم صلِ علیٰ محمدٍ
آپؐ فخرِ یقیں، آپؐ روشن مبیں، اللّٰھم صلِ علیٰ محمدٍ
روشن ہے شایانِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم
للہ اللہ شانِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم

کہتے رہیے کہتے رہیے جب تک سنیئے نام انکا
ہوتی ہے پہچانِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم
حاصل ہو عرفانِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم
کہیئے دل سے صلّ علیٰ محمدؐ رسول اللہ
جب آئے کانوں میں صدا محمدؐ رسول اللہ
جو ہیں خیرالامم وہ ہیں محبوبِ رب
جن کی امت میں ہم وہ ہیں محبوبِ رب
نام سے جن کے تابندہ عہد آفریں
جن کے لوح و قلم وہ ہیں محبوبِ رب
آپ تسکین غم شافع یوم النشر
آپ فخرِ امم شافع یومِ النشر
اپنے پیکر کو اس میں پرودیجئے
یہ ہے بابِ نظر شافع یوم الحشر
ہوں ہمقدم کسی کے اگر افضل البشر
وہ معتبرہو راہ گزر افضل البشر

ایک شاعر نے اللہ کے بندے اور رسول ﷺ کی تعلیمات کا یہ اثر لیا ہے ۔

انسانیت کو بخشی وہ توقیر آپؐ نے
ہر آدمی سمجھنے لگا ہے خدا ہوں میں

ایک صاحب نے عشق کے بل بوتے پر صحابیت کا درجہ تقسیم کرنا شروع کر دیا۔

جس نے دل و جگر کو نچھاور کیا بقاً
ہاں ہاں بلال و بوذرو سلمانؓ ہوگیا

'معلوم ہوا کہ یہ شعر تو درجِ ذیل شعر کی تمہید کے طور پر کہا گیا تھا اصل میں تو شاعر صاحب خود کو صحابیت کے درجے پر فائز دیکھ رہے تھے ۔

مری ہستی کو آئینہ بنا ڈالا محبت نے
بلال و بوذر و سلمان ہوں اب اور کیا کہیے

صحابیت کے مرتبے پر خود کو فائز دیکھنا اگر صوفیانہ شطح کے درجے کی چیز ہے تو اس کا ذکر نعتیہ اشعار میں قطعی نہیں ہونا چاہیے۔ کیوں کہ نعت صرف اور صرف صداقت آثار احوال کے بیان کی متحمل ہو سکتی ہے صوفیانہ شطحیات کے بیان کی یہاں کوئی گنجائش نہیں ہے۔

مزید برآں موصوف نے ایک شعر غالباً اسی قسم کی شطح کے زیرِ اثر ایسا کہدیا کہ ان پر کفر کا فتویٰ بھی لگ سکتا تھا۔

انا بشرٌ زمانہ تم کو سمجھے، ہم نہ سمجھیں گے
بنائے کن فکاں تمؐ وجہ تخلیق جہاں تم ہو

قرآنِ کریم کی آیت ہے: ''قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰۤى اِلَيَّ''

کہد یجیے [اے نبی] کہ درحقیقت، میں بھی ایک بشر ہوں تم ہی جیسا، وحی کی جاتی ہے میری طرف''۔

قرآن کریم کی آیت کا حوالہ دے کر، فخریہ انداز میں یہ کہنا کہ ہم اس حقیقت کو تسلیم نہیں کریں گے کہ آپ ﷺ بشر ہیں، کیسی بڑی اور سنگین جسارت ہے! اس لیے یہ شعر بھی شرعی گرفت سے نہیں بچ سکتا۔ بہرحال ہم شاعرِ موصوف کے لیے مغفرت کی دعا ہی کر سکتے ہیں!

شاعری کے اچھے اور برے ہونے کا معیار وہی ہے جو ایمان اور اعمالِ صالحہ سے مشروط زندگی کے لیے ہے، کہ اس میں ہر وہ کام جو اللہ کی مرضی کے تابع، سنتِ رسول ﷺ کی پیروی میں اور انسانیت کی فلاح کے لیے ہے، وہ خیر ہے باقی سب شر۔ چناں چہ حضورِ اکرم ﷺ نے بڑے بلیغ انداز میں فرمادیا:

''عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قَالَتْ ذُكِرَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الشِّعْرُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هُوَكَلَامٌ فَحَسَنُهٗ حَسَنٌ وَّ قَبِيْحُهٗ قَبِيْح......

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہا نبی ﷺ کے سامنے شعر کا تذکرہ ہوا آپ ﷺ نے فرمایا ''شعر کلام ہے، اس کا اچھا، اچھا ہے، اگر کلام برا ہے وہ برا ہے۔ روایت کیا اس کو

دارقطنی نے اور شافعی نے عروہ سے مرسل بیان کیا۔

صاحبانِ فضیلت حاضرین محترم و سامعین گرامی قدر! نعتیہ ادب میں تنقید کی ضرورت و اہمیت کے حوالے سے میں اپنا موقف ۱۹۸۱ء سے وقتاً فوقتاً پیش کرتا رہا ہوں۔ اب میں نے کچھ باتیں قدرے تفصیل سے اپنے پی۔ایچ۔ڈی کے مقالے میں بھی پیش کردی ہیں۔ میرے تحقیقی مقالے کا عنوان ہے ''اردو نعتیہ ادب کے انتقادی سرمائے کا تحقیقی مطالعہ''۔

اس نشست میں ''نعتیہ ادب میں تنقید کی اہمیت'' کے موضوع پر مجھے کچھ عرض کرنے کا موقع فراہم کرنے پر میں حلقہء اربابِ ذوق کے کارپردازوں کا شکرگزار ہوں۔ اللہ انہیں سدا خوش رکھے اور ایسے موضوعات پر علمی مذاکرات کا اہتمام کرنے کی توفیقات سے نوازتا رہے (آمین)!

اللھم صل علی محمد و آل محمد

کتابوں پر تبصرے

اللهم صل علی محمد و آل محمد

نام کتاب : معراج نامہ

مصنف : نذر صابری

ناشر : ادارہ تجلیات فروغ صابریہ اٹک، فیصل آباد

تبصرہ نگار : سید شاکر القادری چشتی نظامی

نذر صابری ۔۔۔۔ یکم نومبر ۱۹۲۳ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کے والد مولوی علی بخش ایک صاحب دل صوفی اور درویش تھے انہیں فارسی اور تصوف سے قلبی لگاؤ تھا۔ وہ علامہ صوفی نواب الدین رمداسی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے اولین مریدوں میں سے تھے اور اپنے شیخ سے والہانہ محبت کرتے تھے اسی روحانی ماحول کے زیر اثر بعد ازاں نذر صابری بھی اپنے والد گرامی کے مرشد کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے۔ نذر صابری کا مولد ملتان اور منشا جالندھر ہے انہوں نے گورنمنٹ ہائی سکول جالندھر سے میٹرک، اسلامیہ کالج جالندھر سے بی۔اے آنرز اور پنجاب یونیورسٹی سے ڈپلومہ ان لائبریرین شپ کے امتحانات پاس کیے۔ اساتذہ میں مولوی عبد اللہ اور سید فیضی کے اسماء شامل ہیں۔ اس کے علاوہ اپنے والد گرامی سے بھی دینی اور روحانی تربیت حاصل کی۔ تقسیم ہند سے قبل اسلامیہ کالج جالندھر میں کتاب دار رہے۔ قیام پاکستان کے بعد پہلے پنجاب پبلک لائبریری میں اسسٹنٹ کیٹلاگر اور بعد ازاں گورنمنٹ کالج اٹک میں کتاب دار مقرر ہو گئے اور ریٹائرمنٹ تک اسی ادارے سے وابستہ رہے۔ فارسی سے چونکہ انہی قلبی لگاؤ ورثہ میں ملا تھا اس لیے دوران ملازمت اپنی تعلیمی استعداد کو بڑھاتے ہوئے ایم۔اے فارسی کا امتحان بھی پاس کر لیا۔

نذر صابری نے ۱۹۳۸ء میں مشق سخن آغاز کی۔ شاعری کے ساتھ ساتھ تحقیق اور تنقید بھی ان کی دلچسپیوں کے مرکز ہیں۔ انہوں نے ۱۹۵۷ میں محفل شعرو ادب اور ۱۹۶۳ء میں مجلس نوادرات علمیہ کی بنیاد ڈالی یہ دونوں تنظیمیں تا حال مصروف عمل ہیں۔ نذر صابری کا نعتیہ مجموعہ ’’واماندگی شوق‘‘ کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ ان کا شمار اٹک کے ایسے شعرا میں ہوتا ہے جو ندرت فکر اور اسلوب فن کے اعتبار سے اٹک کے شعری افق پر سب سے نمایاں نظر آتے ہیں۔ نعت گوئی آپ کا خاص میدان ہے۔ عشق و مستی، سرشاری اور وارفتگی کے ساتھ ساتھ وہ الفاظ و تراکیب کو ان کی مخصوص

تہذیبی فضا کے ساتھ استعمال کرنا جانتے ہیں ان کی نعتوں میں الفاظ کو نئی معنویت ملتی ہے وہ رعایت لفظی، تراکیب، زبان و بیان کی سچائی او چشتیانہ عشق و سرمستی کے ساتھ نعت گوئی میں ایک منفرد اسلوب کے شاعر قرار پاتے ہیں۔

زیر تبصرہ کتاب معراج نامہ ان کے زمانہ طالب علمی کی یادگار ہے جب وہ سال دوم کے طالب علم تھے تو ایک روحانی تحریک کی بنا پر انہوں نے یہ معراج نامہ لکھا ۱۹۴۷ میں جب ہجرت کر کے وہ پاکستان آئے تو تین کپڑوں کے علاوہ اپنی تمام تر متاع زیست وہیں چھوڑ کر آنا پڑا جس میں انکا علمی اور شعری سرمایہ بھی تھا۔ایک تخلیق کار کے لیے اس سے زیادہ کربناک بات اور کیا ہوسکتی تھی۔کچھ دلجمعی حاصل ہوئی تو حافظہ کی مدد سے اپنے شعری سرمایہ کو مرتب کرنا شروع کیا کسی حد تک کامیابی ہوئی اور کچھ کلام کی جمع آوری ممکن نہ ہوسکی۔آخر حافظہ کہاں تک ساتھ دیتا ہے۔خصوصاً جب انسان وطن سے دوری، بے سروسامانی اور منتشر الخیالی کی صورتِ حال سے دوچار ہو۔ایسی صورت میں معراج نامہ کے ۱۸۰ اشعار کو حافظہ کی مدد سے بالترتیب جمع کرلینا ایک معجزہ سے کم نہیں بقول نذر صابری:

”مشیت ایزدی نے جن اشعار کو چاہا ثابت رکھا اور جن کو چاہا محو کر دیا۔اگر یہ رد و قبول کا عمل تھا تو خوش ہوں کہ معراج نامہ قبولیت کے درجہ کو پہنچا ہوا ہے۔ایک سو اسی اشعار کا بالترتیب یاد رہ جانا حافظے کی سحر کاری نہیں تائید خداوندی کی کرشمہ سازی ہے۔“

منظوم معراج ناموں کی تصنیف مسلم شاعری میں ایک مستقل روایت کی حیثیت رکھتی ہے۔تاریخ انسانی کے اس محیر العقول واقعہ کو اردو فارسی اور دیگر زبانوں کے شعرا نے اپنے اشعار میں قلمبند کیا ہے اور اپنے اپنے انداز، اسلوب اور پرواز تخیل کے اعتبار سے معراج ناموں کے اشعار کو معراجِ فن جانتے ہوئے انتہائی محنت و ریاضت سے کام لیا ہے۔

زیر نظر معراج نامہ بھی نذر صابری کے زمانہ طالب علمی کی یادگار ہونے کے باوجود ان کی بلندی فکر اور تخیل پرواز کا غماز ہے کون کہہ سکتا ہے کہ اردو اور فارسی اشعار پر مشتمل یہ شاہکار سیکنڈ ایئر کے ایک طالب علم کی تخلیق ہے، عشق و مستی، جذب و کیف اور عقیدت و محبت سے ڈوبے ہوئے اشعار ان کی فکری اور فنی پختگی کے غماز اور رعنائی فن کے آئنہ دار ہیں۔خاص طور پر معراج نامہ کے فارسی اشعار میں نذر صابری کے زور بیان کی سج دھج ہی نرالی ہے۔کچھ اشعار میں سلطان الشعرا حضرت امیر خسرو کے اشعار میں سے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کمال چابک دستی سے اپنے اشعار کی

سلک درر میں پروئے ہیں کہ داد دیے بنا چارہ نہیں:

جب اٹھے وہ ساقیٔ بیت الحرام　　شوق میں رقصاں ہوئے مینا و جام
خود کو دیکھا اک نظر با صد ادا　　اور جبریل امیں سے یوں کہا
"ای برادر! باکہ می مانم بگو　　دیدہ ہشدہ ہزار عالم بگو"
گفت "گل از ہر کرانہ چیدہ ام"　　از ازل "آفاق ہا گردیدہ ام"
ہر زماں "مہر بتاں ورزیدہ ام"　　صد ہزاراں روی "خوباں دیدہ ام"
لیک ای جانم "تو چیزی دیگری"　　وز کمندِ فہمِ "ما بالا تری"
گل نہ گویم عارض تابان تست　　آن یکی از چاک دامانانِ تست
لعل خور گر بریمن عرضہ دہی　　لعل گردد از جمالِ خود تہی
زلف را سنبل اگر گویم خطاست　　چشم را نرگس بگفتن ناسزاست
سنبل از زلفت پریشان آمدہ　　نرگس از چشم تو حیراں آمدہ

ای بروں از حدِ قال و قیل من
"خاک بر من، بر سرِ تمثیل من"

ان اشعار میں واوین کے اندر کی عبارات حضرت امیر خسرو دہلوی کی ہیں جنہیں نذر صابری نے نہایت خوبصورتی سے ایک نئے رنگ و آہنگ کے ساتھ استعمال کیا ہے اور آخری مصرعہ کی تضمین بہت عمدہ انداز میں کی ہے بلاشبہ اعلیٰ درجہ کے شعری ذوق کے حامل قارئین کے لیے یہ معراج نامہ قابل خواندنی ہے یقیناً وہ ان اشعار کی تلاوت کے دوران اس کیف و مستی کو محسوس کرسکیں گے جو کبھی نذر صابری اور ان کے چھوٹے بھائی کی آواز میں (ساز و آہنگ کے ساتھ) سن کر ان کے والد مولانا علی بخش پر طاری ہوجایا کرتی تھی۔

معراج نامہ میں کے آخر میں شامل "نغمہ حور بہ معراج حضور" کے عنوان تلے تین نغمات اپنی کیفیات اور جذبات کے اعتبار سے بہت خوب ہیں۔ دیباچہ میں نذر صابری کی جانب سے یہ وضاحت کر دی گئی ہے کہ یہ تینوں نغمات اس معراج نامے کا مستقل حصہ نہیں ہیں جو انہوں نے زمانہ طالب علمی میں تصنیف کیا تھا بل کہ یہ نغمات بہت بعد کی تخلیق ہیں البتہ موضوع کے اعتبار سے انہیں

معراج نامہ میں شامل کر دیا گیا ہے۔ تیسرا نغمہ حور ۷ جون ۱۹۸۷ اتوار کو راقم الحروف کی رہائش گاہ پر منعقد ہونے والے ایک طرحی نعتیہ مشاعرہ کے لیے لکھا گیا تھا جس میں کلیم عثمانی مرحوم کا یہ مصرعہ بطور طرح دیا گیا تھا:

معراج کی منزل پہ بشر کیسا لگے گا

اس "نغمہ حور بہ معراج حضور" کے برے میں خود اس کے تخلیق کار کا بیان ہے:

"تیسرا نغمہ ایک حور کی خود کلامی ہے جو شدت جذبات میں ڈوبی ہوئی ہے اور فلک کی منظر گاہوں سے رخصت ہوتے مہمان عزیز کی بے طرح زد میں ہے وہ سارے قدسیوں کی نمائندہ ہے۔ یارِ عزیز کی رخصتی کے لمحات کی تاب کون لا سکتا ہے؟ خدا راہِ مدینہ کے گرد و غبار میں اٹی اس کی پیاری چنریا کو ہمیشہ سلامت رکھے"

مجھ پر واجب ہے کہ میں یہاں جناب نذر صابری کے کچھ اردو اشعار بھی بطور نمونہ نقل کروں۔ اس مقصد کے لیے میں نے اسی "نغمہ حور بہ معراج حضور" کو منتخب کیا لیکن اسے آپ یہاں نہیں بلکہ "فروغِ نعت" کے ابتدائی صفحات میں اسی عنوان کے تحت دیکھ سکتے ہیں۔

ادارہ فروغ تجلیات صابریہ اٹک، فیصل آباد سے شائع ہونے والے اس معراج نامہ کی اشاعت کا اہتمام سرمد اکادمی اٹک نے کیا ہے اور کتب خانہ مقبول عام اٹک سے بطور سرمۂ مفتِ نظر دستیاب ہے۔ اللہ تعالی صابری صاحب کی اس کوشش کو حسن قبول عطا فرمائے اور ان کی محبوب بیوی کے درجات بلند فرمائے جن کی تاریخ پیدائش اور اس سال شب معراج کی تاریخ (۵ جون) کا حسین قِران واقع ہوا اور یہی حسن اقتران اس معراج نامہ کی اشاعت کا محرک بنا۔ یقیناً اس کتاب کا مطالعہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات والا تبار سے محبت اور شیفتگی میں اضافہ کا موجب ہوگا۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نام کتاب	: اذن	مصنف	:	واجد امیر
صفحات	: ۱۲۰	پبلشرز	:	اورینٹل پبلی کیشنز، لاہور
قیمت	: ۱۸۰	تبصرہ نگار	:	جنید نسیم سیٹھی

زیر تبصرہ کتاب ''اذن'' واجد امیر کا پہلا نعتیہ مجموعہ ہے۔ ۲۰۱۳ء کے آغاز میں شائع ہونے والا، مجموعہ ادبی تنظیم ''ادراک'' کے تعاون سے اورینٹل پبلی کیشنز لاہور سے شائع ہوا ہے۔ خوبصورت سرورق اور بیک ٹائیٹل کے ساتھ عمدہ کاغذ قارئین کے ذوق جمالیات کو بھی تسکین بخشے گا۔ کتاب کا انتساب ''بیگم طارق امیر الدین عائشہ صدیقہ افتخار زاہدہ طارق کے نام'' ہے۔ دیباچہ عہد حاضر کی فن نعت کے حوالے سے ممتاز شخصیت اور معروف نعت گو ڈاکٹر ریاض مجید نے تحریر کیا ہے۔ بیک ٹائیٹل پر خواجہ رضی حیدر اور راجہ رشید محمود کے تاثرات موجود ہیں۔

واجد میر کا شمار منفرد اسلوب، جدا گانہ آہنگ، طرحِ نو اور لہجے میں تنوع رکھنے والے ان چیدہ چیدہ شعراء میں ہوتا ہے جنہوں نے شاعری کو سطح بہ سطح نت نئے زاویوں سے روشناس کرایا ہے۔ ''اذن'' سے پہلے گرچہ واجد امیر کے کئی شعری مجموعے منصہ شہود پر آچکے ہیں اور انہیں عوام و خواص میں مقبولیت حاصل ہوئی ہے لیکن نعت کا معاملہ بالکل مختلف ہے۔

نعت جذبات کی پاکیزگی، احساس کی طہارت اور شعور کی راہ داریوں میں سے گزر کر آنے والی اس منزل کا نام ہے جہاں نعت گو اپنے ساتھ ساتھ پوری کائنات کو اس ذات کی صفت و ثناء میں رطب اللسان پاتا ہے جو خود ممدوح ربِ ذوالجلال ہے۔ ہر چندکہ

کس سے ہو سکتی ہے مداحیٔ ممدوح خدا

پھر بھی ہر نعت گو اپنے اپنے انداز میں اپنی عقیدتوں کا نذرانہ اس بارگاہ میں پیش کرتا ہے۔ واجد امیر بھی اسی قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کی نعت جہاں حضور رسالت مآب ﷺ سے ان کے تعلق جسدی و قلبی کا آئینہ ہے۔ وہیں امتِ مسلمہ کے موجودہ حالت پر بھی بارگاہِ سید الانام ﷺ میں عرض گزار ہونا ان کی نعت بدرجۂ اتم موجود ہے۔ ڈاکٹر ریاض مجید دیباچہ پہلا مرحلۂ شوق میں رقم طراز ہیں:

''واجد امیر کی نعت میں موضوعات کا جو تنوع نظر آتا ہے وہ ان کی اپنی ذات، اپنے سماج

اور آج کے آفاقی مسائل سے پوری طرح جڑا ہوا ہے۔(ریجنل، پرسنل اور یونیورسل) ہر سطح کے مشاہدات اور محسوسات ان کی نعت میں نظر آتے ہیں۔ان کی نعت تخلیقی قرینے سے ان سب جہتوں سے جڑی نظر آتی ہے اور یہی نعت کا وہ انفرادی وصف ہے جو انھیں دوسے ثنا کاروں سے مختلف ٹھہراتا ہے۔عصر حاضر کی نعت کے بیسیوں اسالیب ہیں۔اپنے اپنے مزاج اور سلسلۂ نسبت کے حوالے سے آج نعت کی کئی صورتیں مستعمل ہیں۔بعض کے ہاں حضور اکرم کے اسمائے مبارک کا بیان نمایاں ہے، بعض کے ہاں احادیث،غزوات، معجزات اور تعلیمات نبوی کا اظہار زیادہ ملتا ہے۔بعض نعت گو اساتذہ کی معروف زمینوں میں نعت لکھ رہے ہیں اور بعض کے ہاں مجالس میں پڑھی جانے والی نعت کا رنگ غالب ہے۔واجد امیر نے نعت کے ان تمام میلانات اور رویوں کو اپنی نظر اور اپنے ہنر میں سامنے رکھنے کے باوجود جس تخلیقی قرینۂ اظہار کو اپنایا ہے اس کی وجہ سے ان کی نعت میں سماجی حقائق کے حوالے سے فکری آگہی اور تہذیبی شعور پیدا ہو گیا ہے۔"

آگے چل کر لکھتے ہیں:

واجد امیر نے نعتِ رسول اکرم ﷺ کے اظہار کے لیے بعض ایسی مشکل زمینوں کا انتخاب بھی کیا ہے جہاں کبھی کبھار قافیہ شکار شاعر خود شکارِ قافیہ ہو جاتا ہے۔واجد نے مہارت سے ان زمینوں کو برتا ہے اور ان کی دقت پسندی نے ایسی زمینوں سے بھی خوبصورت شعر نکالے ہیں۔

واجد امیر نعت کے نازک مراحل سے بھی بھرپور آگہی رکھتے ہیں:

لفظ بھی نام و نسب رکھتے ہیں یہ جان رکھو
مدح کرنی ہے تو ہر لفظ کی پہچان رکھو

خواجہ رضی حیدر لکھتے ہیں:

واجد امیر کی نعتوں سے نورِ بصیرت کی کرنیں پھوٹتی ہیں۔

واجد امیر امت مسلمہ کی زبوں حالی کا ذکر کچھ یوں کرتے ہیں:

دن بھی ہیں تاریک ہمارے
رات تو پھر ہے رات نبی جی

سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں کو واجد امیر نے نہایت خوبصورتی اور ندرت سے برتا ہے

ترا کردار وہ شفاف آئینہ ہے فطرت کا
کہ جس میں جس نے چاہا اس نے صورت دیکھ لی اپنی
اس سا کوئی جہاں میں کہاں راز دارِ غم
جس سے کرے کھجور کا سوکھا تنا کلام
جو آپ نے تفریق مٹا دی سو مٹا دی
اک دور میں ہوتا تھا عرب اور عجم اور

راجا رشید محمود واجد امیر کی نعت پر یوں اظہار خیال کرتے ہیں:

نعت گوئی کا سلیقہ ذرا کم کم میسر آتا ہے لیکن آپ کی شاعری پڑھ کر جہاں آنکھ نم ہوئی اور دل مضطر ہوا وہاں یہ اطمینان بھی ہوا کہ آپ اس کے معنوی اور التزامی تقاضوں پر پورے اترے ہیں۔

واجد امیر کی اذن نعت کا مطالعہ عمدہ اور معیاری ذوق رکھنے والے ہر قاری کے لیے باعث راحت و فرحت ہے کیوں کہ بقول افتخار عارف

؎ کہیں سے اذن ملا ہے تو حاضری ہوئی ہے۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نام کتاب	:	کلیاتِ مظہر	مرتبہ	:	ارسلان احمد ارسل
اشاعت	:	ارفع پبلشرز لاہور	قیمت	:	۸۰۰ روپے
ضخامت	:	۱۱۶۸	تبصرہ	:	جنید نسیم سیٹھی

کچھ شخصیات ایسی ہوتی ہیں جو اپنے عہد کے حوالے سے پہچانی جاتی ہیں لیکن کچھ شخصیات اپنے عہد کے لیے حوالہ بن جاتی ہیں۔ حسان العصر حضرت حافظ مظہر الدین مظہر بھی انہی عہد ساز شخصیات میں سے ایک ہیں۔ زیرِ تبصرہ کتاب اس عظیم المرتبت شاعر کی کلیات ہے۔ اس کلیات کی ترتیب اور اشاعت کا سہرا نوجوان نعت گو اور محقق ارسلان احمد ارسل کے سر ہے جو ہر لحاظ سے قابلِ تحسین ہیں کہ انہوں نے حافظ صاحب کی کلیات کو منصہ شہود پر لانے کا اہم ترین کام سر انجام دیا۔ ارسلان احمد ارسل اس سے پہلے عالمِ اسلام کے عظیم نعت خوان و نعت گو صاحبزادہ سید منظور الکونین اقدس پر ایک ضخیم کتاب بنام حضور و سرور مرتب کر کے دنیائے نعت میں قدر کی نگاہوں سے دیکھے جانے لگے ہیں۔ بلاشبہ ان کے دل میں موجود جذبۂ خدمتِ نعت اس کے پیچھے کارفرما ہے۔

حافظ صاحب کی کلیات کے ابتدائیے میں ارسلان احمد ارسل لکھتے ہیں۔

"حضور و سرور کے شائع ہونے پر گھر میں خیر و برکت کے لیے ایک محفلِ نعت کا اہتمام کیا گیا جس میں پاکستان کی عظیم شخصیات تشریف لائیں۔ اسی محفل میں دورِ حاضر کے انتہائی اہم نعت خواں سید زبیب مسعود نے حافظ مظہر الدین مظہر کی ایک نعت پیش کی۔ نعت شریف کے ایک شعر نے میرا رجحان حافظ صاحب کی نعت گوئی کی طرف منتقل کر دیا۔ شعر ملاحظہ کیجیے

کریم یہ بھی تری شانِ دلنوازی ہے
کہ ہجر میں میرے جذبات اشک و آہ بنے

ہجر میں جذبات کے اشک و آہ بننے کو کریم کی دلنوازی نہیں بلکہ شانِ دلنوازی کہنا۔ میں نعت گوئی کے اس اسلوب سے پہلے واقف نہیں تھا اور پھر اس نعت کو جس مٹھاس اور درد

بھرے لہجے میں پیش کیا گیا اس کو لفظوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ اس نعت شریف کے باقی اشعار ملاحظہ کیجیے

تری نگاہ سے ذرے بھی مہر وماہ بنے
گدائے بے سر و ساماں جہاں پناہ بنے
حضور ہی کے کرم نے مجھے تسلی دی
حضور ہی میرے غم میں مری پناہ بنے
جہاں جہاں سے وہ گزرے جہاں جہاں ٹھہرے
وہی مقام محبت کی جلوہ گاہ بنے
وہ حسن دے جو تری طلعتوں کا مظہر ہو
وہ نور دے جو فروغ دل و نگاہ بنے

گو کہ اس سے پہلے حافظ صاحب کی چند نعتیں میری نظر سے گزری تھیں لیکن اس نعت شریف کو سننے کے بعد یہ خیال دامن گیر ہوا کہ اتنا منفرد لہجہ ہے تو ان کا کام منظر عام پر کیوں نہیں آیا۔ اس وقت مجھے احساس ہوا کہ انہوں نے یہ شعر شاید انہی لمحات کے لیے کہا تھا۔

میں کہ اس عہد میں ہوں نغمہ نواز بطحا
مجھے ڈھونڈے گا زمانہ مرے انجام کے بعد

اسی وقت میں نے ارادہ کر لیا کہ کلیات مظہر میں ترتیب دوں گا''

آ گے لکھتے ہیں:

یہاں پر ایک بات کی وضاحت کرنا بہت ضروری سمجھتا ہوں کہ اویس مظہر صاحب نے مجھے ایک تاکید کی تھی کہ حافظ صاحب اپنی نعتوں میں لفظ یثرب کا جہاں بھی استعمال کیا ہے وہ اپنی عمر کے آخری حصے میں اس کو طیبہ یا بطحا سے تبدیل کرنا چاہتے تھے لہذا میں آپ کو اس بات کی اجازت دیتا ہوں کہ آپ کلیات میں یثرب کی جگہ بطحا یا طیبہ استعمال کریں۔

ڈاکٹر انوار احمد ضیاء اپنی تحریر" صاحب حال نعت گو" میں حافظ صاحب کی نعت گوئی کے بارے میں رقم طراز ہیں:

حافظ مظہر کی نعتوں میں عشق کی سرمستی، سرشاری، وارفتگی تو ہے ہی کہ اس کے بغیر حق نعت گوئی ادا نہیں ہوتا مگر اس کے ساتھ ہی ان کی نعتوں میں لفظ و معنی کی جو تہذیبی فضا ملتی ہے وہ ان کے تخصص کی اصل دلیل ہے۔ سادہ بیانی کے ساتھ، رعایت لفظی، تراکیب، زبان کی صداقت اور بیان کی سچائی مل کر اس عشقیہ مستی کو توشۂ ہستی بنا دیتی ہے۔

عصر حاضر کے فن تنقید میں ایک بڑا نام ڈاکٹر عزیز احسن نے کلیاتِ مظہر پر ایک مفصل اور جامع مقدمہ تحریر کیا ہے جس میں موصوف نے نہایت عرق ریزی سے حافظ صاحب کی نعت گوئی کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیا ہے۔ حافظ صاحب کے کلام میں موجود کیفیات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

حافظ مظہر الدین کے کلام میں نور مطلق سے اتصال کے لیے تڑپ اور عشق نبوی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کی وہ حرارت محسوس ہوتی ہے جو حقیقت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے ادراک کی غماز ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا شعرِ عقیدت اس حقیقی تڑپ کا نمائندہ شعرِ عقیدت ہے جس کا اظہار محض شعری آمد کی لمحاتی واردات میں نہیں ہو سکتا۔ یعنی یہ نعتیہ شاعری ایک مسلسل قلبی تعلق، ہمہ وقتی لگاؤ اور شب و روز کی ریاضت فکر و فن کے نتیجے میں ظہور میں آئی ہے۔ کسی تحریک، کسی موسمی لہر، کسی لمحاتی غرض یا کسی جذبۂ نمائش کے طور پر ایسی شاعری کا نہ تو ما فیہ بنت میں آسکتا ہے اور نہ ہی اسلوب پیدا ہو سکتا ہے۔ گویا اس شاعری کا محرک اول و آخر صرف ایک جذبہ ہے، جذبۂ عشق مصطفی۔ رومی نے کہا تھا:

مرحبا اے عشق خوش سودائے ما
اے طبیب جملہ علتہائے ما

یہی عشق، حافظ مظہر الدین کی جملہ علتوں کا طبیب ہے اور اس عشق کی منزل نور محمدی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام سے اتصال کی آرزو کی تکمیل ہے۔

ڈاکٹر اجمل نیازی عشق رسول سے سرشار نوجوان ارسلان احمد ارسل میں رقم طراز ہیں:

حافظ مظہر الدین مظہر کی شاعری پر اس کی کتاب شاعری اور نعتیہ شاعری کے ساتھ کمٹمنٹ کی گواہی ہے۔اس سے پہلے اس نے نامور ثنا خوان سید منظور الکونین کے فن اور شخصیت پر حضورو سرور کے نام سے بہت شاندار کتاب مرتب کی ہے جس میں میرے تاثرات بھی شامل ہیں۔ارسلان احمد ارسل کا مزاج حضوری اور حاضری کے مزاج سے تخلیق ہوا ہے اس کے وجود میں زخمی آرزوؤں کی پھر پھراہٹیں وجد کرتی ہیں۔وہ کائنات روح احمد کا شہری ہے اور اسی لگن میں اپنی زندگی کو کوئی اور زندگی بنا دینا چاہتا ہے۔

حافظ صاحب کا سوانحی خاکہ بھی کلیات میں موجود ہے۔جس میں حافظ صاحب کے صاحبزادہ اویس مظہر نے حافظ صاحب کی حیات کو مختصر لیکن جامع انداز سے پیش کیا ہے۔

ارسلان احمد ارسل نے ۱۳۱ اھل قلم حضرات کی مختصر آراء بھی کلیات میں شامل کی ہیں۔
حافظ صاحب کی نعت کے بارے میں کہی گئی منظومات میں سے بھی انتخاب کلیات کی زینت ہے۔

حافظ صاحب کی شاعری بنیادی طور پر ۳ ادوار میں تقسیم کی جا سکتی ہے۔جس میں غزل نظم اور نعت شامل ہیں۔حافظ صاحب کا حوالہ بے شک نعت ہے لیکن غزل اور نظم میں بھی حافظ صاحب نے اپنا لوہا منوایا ہے۔حافظ صاحب کے مجموعہ ہائے کلام کی تفصیل یوں ہے:

۱۔نور و نار (غزلیات) یہ ۱۹۴۶ء میں شائع ہونے والا تھا لیکن کچھ وجوہات کی بناء پر حافظ صاحب کی وفات کے کافی عرصہ بعد ۲۰۰۷ء میں شائع ہوا۔

۲۔شمشیر و سناں (نظم) یہ مجموعہ ۱۹۵۰ء میں شائع ہوا۔اس کا دیباچہ ابوالاثر حفیظ جالندھری نے تحریر کیا ہے۔

۳۔حرب و ضرب (نظم) یہ مجموعہ ۱۹۵۵ء میں اشاعت پذیر ہوا۔اس کا پیش لفظ نسیم حجازی نے لکھا۔

۴۔تجلیات (نعت) یہ حافظ صاحب کا پہلا نعتیہ مجموعہ تھا جو ۱۹۶۹ میں شائع ہوا۔اس کا دیباچہ محمد ایوب (مصنف نوائے فردا) نے لکھا۔

۵۔جلوہ گاہ (نعت) یہ مجموعہ ۱۹۷۴ء میں منصہ شہود پر آیا۔اس آغاز میں احسان دانش کی تحریر موجود ہے۔اسے منظوم سفرنامہ حجاز بھی کہا گیا اس میں مناقب بھی شامل ہیں۔

۶۔باب جبریل (نعت) یہ حافظ صاحب کی زندگی میں چھپنے والا آخری مجموعہ تھا۔جو ۱۹۷۵ء میں چھپا۔اس کا دیباچہ پیر کرم شاہ صاحب نے لکھا اور فارسی منظوم بخوانندہ باب جبریل پیر سید غلام نصیر الدین نصیر نے تحریر کیا۔اس میں مناقب بھی شامل ہیں۔

۷۔میزاب (نعت) یہ مجموعہ حافظ صاحب کی وفات ۱۹۸۲ء کے بعد جناب حفیظ تائب نے مرتب اور شائع کیا۔

حافظ صاحب کا کلام قاری کو عشق و مستی کے ایسے سمندر میں لے جاتا ہے جہاں وہ بقولِ خود حافظ صاحب یہ کہتا اور وجد کرتا نظر آتا ہے کہ

آؤ کہ ذکرِ حسنِ شہ بحر و بر کریں
جلوے بکھیر دیں شب غم کی سحر کریں

ارسلان احمد ارسل نے حافظ صاحب کی کلیات ترتیب دے کر جو کارنامہ سرانجام دیا ہے اس کا اجر انہیں ذات باری تعالیٰ ہی دے گی۔کیوں کہ

تھا وہ ثنا گرِ حضور اس کی لحد پر برسے
اہلِ دَوِل کا مدح خواں مظہرِ خوش بیاں نہ تھا

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نام کتاب : ماہِ حرا   مصنفہ : نگہت یاسمین

ناشر : نامعلوم   تبصرہ : حسین امجد

نگہت یاسمین کا تعلق اٹک شہر سے ہے، درس و تدریس کے شعبہ سے منسلک رہی ہیں شاعری کرتی ہیں لیکن کبھی کبھی افسانہ بھی لکھتی ہیں ۔۔۔ماہ حرا ۔۔ان کی نعتیہ شاعری کا پہلا مجموعہ ہے۔ اس میں حمدیہ اشعار کے علاوہ چھپن نعتیں شامل کی گئی ہیں ۔کتاب پر طویل مقدمہ سید شاکر القادری نے تحریر کیا ہے جو ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور خواتین کے نذرانہ عقیدت (نعت گوئی) کے حوالے سے ایک مفید اور معلوماتی تحریر ہے جبکہ ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد نے نگہت یاسمین کی نعت گوئی پر اپنے مفید خیالات کا اظہار کیا ہے۔

نعت کہنے کی سعادت ہر کسی کو حاصل نہیں ہوتی نگہت بلاشبہ خوش نصیب ہے کہ اسے شاہِ دوسرا کی مدح سرائی کی سعادت نصیب ہوئی ۔ماہِ حرا میں شامل نعتیں ایک خوبصورت گلدستہ کا منظر پیش کرتی ہیں جس کی مہک سے دل و دماغ معطر ہو جاتے ہیں ۔زیادہ تر نعتیں غزلیہ رنگ لیے ہوئے ہیں اور چھوٹی بحور میں کہی گئی ہیں ۔طویل بحروں کا استعمال بہت کم دیکھنے میں آیا ہے کیونکہ نگہت چھوٹی بحر میں آسانی اور روانی محسوس کرتی ہے۔اشعار سرورکائنات سے والہانہ محبت اور عقیدت کا پتہ دیتے ہیں ۔زبان نہایت سہل اور سادہ ہے ۔عام فہم اور نثر سے بہت قریب ۔تاہم بہتری کی گنجائش بہت زیادہ ہے امید ہے کہ مستقبل میں ہماری شاعرہ بہتر سے بہترین کی طرف اپنا سفر جاری رکھیں گی۔

کتاب چہار رنگی سرورق کے ساتھ جاذب نظر ہے تاہم طباعتی خامیوں سے مبرا نہیں، کتاب کا ناشر، سال اشاعت اور دیگر معلومات جو ضروری ہوتی ہیں موجود نہیں خود نگہت نے اپنے پیش لفظ میں بھی کسی تاریخ کا ذکر نہیں کیا۔صرف سید شاکر القادری کے مقدمہ کے آخر میں ۲۰۰۷ کی تاریخ درج ہے جو کہ ظاہر ہے کتاب کی تاریخ اشاعت نہیں ۔کتاب حال ہی میں منظر عام پر آئی ہے اور مقدمہ کئی سال پہلے تحریر کیا گیا ہے۔

خدا کرے نگہت کی یہ کاوش قبولیت کو پہنچے اور اس کے لیے توشہ آخرت بن جائے ۔اللہ اس کی توفیقات میں اضافہ فرمائے اور اس کے شعر کو مزید نکھار اور وقار بخشے ۔